اہل سنت کا نشان
ماہنامہ بقیع کراچی
DEC 2023
هفت سلسلہ اشاعت نمبر 354
Regd. # MC-1177

العُروۃ فی مناسكِ الحجّ والعُمرۃ

فتاویٰ حج وعمرہ

حصّہ 20

مصنّف

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی
(رئیس دار الحدیث والافتاء جمعیۃ اشاعۃ اہل السنۃ)

مرتّب

حضرت علامہ مولانا محمد عرفان ضیائی مدظلہ العالی

جمعیّت اِشاعتِ اہلِسُنّت پاکستان

العُروةُ فِی مَناسِكِ الحِجِّ والعُمْرَة

فتاویٰ حج وعمرہ

(حصہ 20)

مُصنّف

شیخ الحدیث ڈاکٹر مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ

(شیخ الحدیث جامعۃ النّور ورئیس دار الإفتاء النّور)

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰

کتاب : العُروةُ فِی مَنَاسِكِ الحجّ والعُمْرَة

فتاویٰ حج وعمرہ

سن اشاعت : جمادی الثانی ۱۴۴۵ھ / دسمبر 2023ء

تعداد : 5600

ناشر : جمعیّت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار میٹھادر، کراچی

فون: 021-32439799

خوشخبری : یہ رسالہ www.ishaateislam.net

پر موجود ہے۔

فہرست مضامین

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ
1	پیش لفظ	7
2	الاستفتاء	9
3	قرآنِ کریم اور احادیث نبویہ ﷺ میں لفظِ "کعب" مذکور ہے	10
4	لفظِ "کعب" کا استعمال	10
5	احتیاط کی کیا وجہ ہے؟	10
6	علامہ غلام رسول سعیدی کی غلط فہمی	10
7	ہر جگہ لفظِ "کعب" سے مراد ٹخنے نہیں	11
8	یہ صاحب ہدایہ اور شارحین ہدایہ کا استنباط نہیں	11
9	بابِ احرام میں کعب سے مراد وسطِ قدم کی اُبھری ہوئی ہڈی ہے۔	11
10	امام محمد سے امام احمد رضا تک جملہ احناف کا یہی موقف ہے	11
11	وضو کے باب میں لفظ "کعب" سے مراد کیا ہے؟	12
12	آیتِ وضو میں "الکعبین" کی تفسیر میں اختلاف	12
13	مفسّرین کرام کا کلام	13
14	احادیثِ نبویہ میں وضو کے ذکر میں لفظ "الکعبین"	14
15	اس حدیث شریف پر علّامہ عینی حنفی کا کلام	14
16	کُتُبِ فقہ سے اس مسئلہ کی عبارات	15
17	شمس الائمہ سرخسی کا کلام	15
18	علّامہ کاسانی کا کلام	16
19	علّامہ ابراہیم حلبی کا کلام	17
20	علّامہ سیّد ابو السعود کا کلام	17

17	علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر مرغینانی کا کلام	21
17	ہشام بن عبید اللہ رازی کی عبارت کی وضاحت	22
18	صاحب ہدایہ کے قول "هو الصحيح" کی وضاحت	23
19	احرام کے باب میں "کعب" سے مراد کیا ہے؟	24
20	حدیث شریف (تخریج حدیث)	25
21	شرح حدیث از علامہ عینی حنفی	26
21	شرح حدیث از علامہ یوسف آفندی حنفی	27
22	شرح حدیث از علامہ ازمیری حنفی	28
22	موزے کاٹنے کی وجہ	29
23	موزوں کے بارے میں جمہور فقہاء احناف کا موقف	30
24	حدیث شریف میں مذکور "الكعبين" سے مراد کے بارے میں جمہور فقہاءِ کرام کا کلام	31
28	"عند معقد الشراك" سے مراد	32
31	فقہاءِ کرام کا بابِ احرام میں "کعب" کی تفسیر میں "هنا" کہنا	33
32	فقہاءِ کرام کی صراحت کہ بابِ احرام میں "کعب" سے مراد وضو والا کعب نہیں	34
32	بعض فقہاء نے بابِ احرام میں کعب کا ذکر کرتے وقت اسے احرام کی طرف منسوب کیا ہے	35
33	ہشام کی روایت کے بارے میں کلام فقہاء	36
34	علامہ عینی کا کلام	37
34	شمس الائمہ سرخسی، جلال الدین خوارزمی اور ابنِ کمال پاشا کا کلام	38
35	علامہ ابراہیم چلپی کا کلام	39
36	علامہ چلپی کا کلام	40
36	علامہ شمس الدین سروجی کا کلام	41

42	علّامہ حدادی کا کلام	37
43	علّامہ سیّد ابو السعود کا کلام	37
44	علّامہ قوام الدین کا کلام	37
45	احتیاط اسی میں ہے	38
46	علّامہ ابنِ ہمام، ابنِ نجیم، طحطاوی، شامی اور کارزونی کا قول	38
47	علّامہ ابنِ کمال پاشا کا کلام	39
48	وسطِ قدم کی ہڈی کو چھپانے کا حکم	40
49	وسطِ قدم والی ہڈی کو چھپانے والا	41
50	گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتا	41
51	قاعدہ	42
52	ٹخنوں کا حکم	44
53	ایڑیوں کا حکم	45
54	جوتے	47
55	النّعل	48
56	الحِذاء	49
57	التاسوم أو التاسومة	49
58	المدرس	50
59	الجمجم	52
60	المکعب	53
61	المصندله	55
62	الصندله	56
63	التمشك	57
64	الشمسك	58
65	الجمشك	58

66	المِشلكَ	59
67	الزرموجة	59
68	السوموزه	60
69	الزموزة / الصرمه	60
70	الشرموزة	60
71	الصرماية / بايوج	61
72	الميثم	61
73	الشمسكر	62
74	الجخيم	62
75	كوش هندى	63
76	ماخذ ومراجع	64

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان
أشداء على الكفار رحماء بينهم

پیش لفظ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حج اسلام کا اہم رُکن ہے جس کی ادائیگی صاحبِ استطاعت پر زندگی میں صرف ایک بار فرض ہے، اس کے بعد جتنی بار بھی حج کرے گا نفل ہو گا اور پھر لوگوں کو دیکھا جائے تو کچھ تو زندگی میں ایک ہی بار حج کرتے ہیں کچھ دو یا تین بار، اقل قلیل ایسے ہوتے ہیں جن کو ہر سال یہ سعادت نصیب ہوتی ہے۔ لہٰذا حج کے مسائل سے عدم واقفیت یا واقفیت کی کمی ایک فطری امر ہے۔ پھر کچھ لوگ تو اِس کی طرف توجہ ہی نہیں دیتے، دوسروں کی دیکھا دیکھی ایسے افعال کا ارتکاب کرتے ہیں جو سراسر ناجائز ہوتے ہیں اور کچھ علماء کرام کی طرف رُجوع کرتے ہیں، مناسکِ حج و عمرہ کی تربیت کے حوالے سے ہونے والی نشستوں میں شرکت کرتے ہیں پھر بھی ضرورت پڑنے پر حج میں موجود علماء یا اپنے ملک میں موجود علماء سے رابطہ کر کے مسئلہ معلوم کرتے ہیں اور پھر علماء کرام میں جو مسائل حج و عمرہ کے لئے کُتُبِ فقہ خصوصاً مناسکِ حج و عمرہ کا مطالعہ کرتے ہیں وہ تو مسائل کا صحیح جواب دے پاتے ہیں اور جن کا مطالعہ نہیں ہوتا وہ اس سے عاجز ہوتے ہیں اور ایسی صورت میں بعض تو اپنے قیاس سے مسائل بتادیتے ہیں حالانکہ مناسکِ حج و عمرہ توقیفی ہیں۔ ہمارے ہاں جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) کے زیر اہتمام نور مسجد میٹھادر میں پچھلے کئی سالوں سے ہر سال باقاعدہ تربیتِ حج کے حوالے سے نشستیں ہوتی ہیں اسی لئے لوگ حج و عمرہ کے مسائل میں ہماری طرف کثرت سے رجوع بھی کرتے ہیں، اکثر تو زبانی اور بعض تحریری جواب طلب کرتے ہیں اور کچھ مسائل کہ جن کے لئے ہم نے خود بھی اپنے ادارے میں قائم دارالافتاء کی جانب رُجوع کیا تھا اور کچھ مفتی صاحب نے ۱۴۲۷ھ /۲۰۰۶ء اور ۱۴۲۸ھ /۲۰۰۷ء کے سفرِ حج میں مکہ مکرمہ میں تحریر فرمائے۔ پھر ۱۴۲۹ھ /۲۰۰۸ء اور ۱۴۳۰ھ /۲۰۰۹ء کے سفرِ حج میں اور کچھ کراچی میں مزید فتاویٰ تحریر ہوئے۔ اس طرح ہمارے دارالافتاء سے مناسکِ حج و عمرہ اور اس سفر میں پیش آنے والے مسائل کے بابت جاری ہونے والے فتاویٰ کو ہم نے علیحدہ کیا اور اُن میں سے جن کی اشاعت کو ضروری جانا اس مجموعے میں

شامل کر دیااور چھ حصے اس سے قبل شائع کئے جو ۱۴۳۰ھ /۲۰۰۹ء تک کے فتاویٰ تھے اس کے بعد فتاویٰ کو جب جمع کیا گیا تو ضخامت کے وجہ سے اُن میں سے کچھ فتاویٰ حصہ ہفتم ۱۴۳۳ھ / ۲۰۱۲ میں، پھر حصہ ہشتم ۱۴۳۴ھ / ۲۰۱۳ء میں شائع کئے گئے اور پھر حصہ نہم میں ۱۴۳۴ھ / ۲۰۱۳ء میں اور ۱۴۳۵ھ / ۲۰۱۴ء کے فتاویٰ ۱۴۳۶ھ / ۲۰۱۵ء میں شائع کئے۔ اب ۱۴۳۷ھ /۲۰۱۵ء کہ جس میں مفتی صاحب قبلہ کسی مجبوری کی وجہ سے حج کے لئے نہ جاسکے لیکن لوگ فون پر اور نیٹ پر ان سے یا حاجیوں کے عزیز جو کراچی میں تھے وہ بالمشافہ ان سے رابطہ کر کے مسائل حج معلوم کرتے رہے، آپ نے کچھ جوابات زبانی دیئے اور کچھ تحریر جوابات لکھتے رہے وہ فتاویٰ اور ۱۴۳۷ھ /۲۰۱۶ء میں دورانِ حج لکھے گئے فتاویٰ کو ترتیب دیا گیا۔ اس طرح دو حصے تیار ہوئے اور دسواں حصہ رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ /جون ۲۰۱۷ء کو شائع ہوا اور گیارہواں حصہ شوال المکرم ۱۴۳۸ھ /جولائی ۲۰۱۷ء میں ہوا۔ پھر ۲۰۱۷ء اور ۲۰۱۸ء کے سفر حج میں اور کچھ دارالافتاء النور میں مفتی صاحب نے حج وعمرہ کے بارے میں جو فتاویٰ لکھے ان کو جب ترتیب دیا گیا تو تین حصے تیار ہوئے۔

جن میں سے بارہواں حصہ شعبان المعظم ۱۴۴۰ھ / مئی ۲۰۱۹ء میں شائع ہوا، تیرہواں حصہ رمضان المبارک ۱۴۴۰ھ /جون ۲۰۱۹ء میں شائع ہوااور چودھواں حصہ شوال المکرم ۱۴۴۰ھ /۲۰۱۹ء میں شائع ہوا اور پندرہواں حصہ شوال المکرم ۱۴۴۲ھ /جون ۲۰۲۰ء میں، سولہواں حصہ ذیقعدہ ۱۴۴۲ھ /جولائی ۲۰۲۰ء میں، سترہواں حصہ جمادی الاولی ۱۴۴۳ھ / دسمبر ۲۰۲۱ء میں ، اٹھارواں حصہ رجب المرجب ۱۴۴۴ھ / فروری ۲۰۲۳ء، انیسواں حصہ ذوالقعدۃ ۱۴۴۴ھ /جون ۲۰۲۳ میں شائع ہوئے اور اب بیسواں حصہ جمادی الثانی ۱۴۴۵ھ / دسمبر ۲۰۲۳ء پر جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان اپنے سلسلۂ اشاعت کے ۳۵۴ویں نمبر پر شائع کر رہی ہے۔ یاد رہے کہ یہ حصّہ ایک ہی موضوع پر ایک ہی فتویٰ پر مشتمل ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہم سب کی کاوش کو قبول کو فرمائے اور اسے عوام وخواص کے لئے نافع بنائے۔ آمین

فقیر محمد عرفان ضیائی

خادم جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:۔
(۱) حالتِ احرام میں مُحرم کے لیے پاؤں میں کیا پہننا جائز ہے؟
(۲) حج کے باب میں لفظِ 'کعب' سے کیا مراد ہے؟ ٹخنے یا پاؤں کے اوپر اُبھری ہوئی ہڈی؟
(۳) وضواور حج کے باب میں لفظِ 'کعب' میں کیا فرق ہے؟
(۴) اگر کوئی شخص وسطِ قدم کی اُبھری ہوئی ہڈی کو حالتِ احرام میں موزوں یا جوتوں سے چھُپا دیتا ہے تو اس پر کیا حکم لازم ہو گا؟
(۵) کیا حالتِ احرام میں مُحرم کی ایڑیاں کھلی ہونا ضروری ہیں؟
(۶) فقہائے احناف کثرھم اللہ نے حالتِ احرام میں مُحرم کے لیے کون سے جوتے پہننے کی اجازت دی ہے؟ چند ایک بیان فرمادیں۔

(سائل: علامہ محمد عرفان ضیائی، میٹھادر، کراچی)

نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم

الجواب: اس کا جواب یہ ہے کہ پاؤں میں پہننے کی ہر وہ چیز جو وسطِ قدم کی اُبھری ہوئی ہڈی، اس کے برابر میں آنے والے پاؤں کے حصے اور وضو میں دھوئے جانے والے ٹخنوں کو نہ چھپائے مُحرم کو پہننا جائز ہے اور ایڑیوں کا کھلا ہونا ضروری نہیں ہے۔ اور اگر ایسا جوتا پہنا کہ جس سے وسطِ قدم میں اُبھری ہوئی ہڈی چھپ گئی تو شرعی جرمانہ بہر صورت لازم آئے گا چاہے وہ دم کی صورت میں ہو یا صدقہ۔ چار پہر یعنی بارہ گھنٹے چھُپانے پر دم واجب ہو گا اور اس سے کم میں صدقہ۔ پھر پہننے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ بلا عذر شرعی پہنے تھے تو پہننے والا گُنہگار ہو گا جس کے لئے سچی توبہ ضروری ہو گی۔ اور اگر کسی عُذر کی وجہ سے پہنے تھے تو پہننے والا گُنہگار نہیں ہو گا۔

اس مسئلہ کی تفصیل یہ ہے کہ قرآنِ کریم اور احادیث نبویہ علیہ التحیۃ والثناء میں لفظ "کعب" مذکور ہے اور کعب چند معانی میں استعمال ہوتا ہے اس کا ایک معنی "قدم کے درمیان ابھری ہوئی ہڈی" اور دوسرا معنی "ٹخنہ" ہیں۔ فقہائے احناف کثرھم اللہ نے حج وعمرہ کے احرام کے حوالے سے جہاں "لفظِ کعب" استعمال ہوا اُسے "کعبِ احرام" سے تعبیر کیا ہے اور وہاں قدم کے درمیان ابھری ہوئی ہڈی مراد لی ہے اور وضو کے باب میں جہاں "کعب" کا لفظ آیا ہے وہاں اُسے "کعب وضو" سے تعبیر کیا ہے اور اس سے ٹخنہ مراد لیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ احرام کے باب میں لفظِ "کعب" سے قدم کے درمیان کی ہڈی مراد لینے میں اور وضو کے باب میں لفظ "کعب" سے ٹخنہ مراد لینے میں زیادہ احتیاط ہے۔

احتیاط کی وجہ کیا ہے؟

لفظِ "کعب" جب مختلف معانی کے لیے آتا ہے اور نصوص میں کسی ایک معنی کو متعیّن بھی نہیں کیا گیا تو احرام کے باب میں "قدم کے درمیان اُبھری ہوئی ہڈی" مراد لینے کی وجہ یہ ہے کہ "ٹخنہ" کے مقابلے میں "قدم کے درمیان کی ہڈی" مراد لیں تو پاؤں کا زیادہ حصہ کُھل جائے گا جو احرام میں زیادہ احتیاط ہے۔ اسی طرح وضو کے باب میں "قدم کے درمیان کی ہڈی" کے مقابلے میں "ٹخنہ" مراد لینے میں زیادہ احتیاط ہے کہ اس طرح قدم کا زیادہ حصہ دُھل جائے گا۔

علامہ غلام رسول سعیدی کی غلط فہمی:

"نعمۃ الباری فی شرح صحیح البخاری" کے کتاب العلم کی آخری حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے علامہ غلام رسول سعیدی نے لفظِ "کعب" کی تحقیق بیان کی ہے اور یہ موقف اپنایا ہے کہ احناف کثرھم اللہ کے نزدیک احرام کے باب میں لفظِ"

کعب" سے مراد ٹخنے ہی ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں "حافظ ابن حجر کی تحقیق سے یہ واضح ہو گیا کہ "کعب" سے وسط قدم کی ہڈی مراد لینا امام ابو حنیفہ کا قول ہے نہ اس کو امام محمد بن حسن شیبانی نے کہیں لکھا ہے یہ صرف علامہ ابو الحسن مرغینانی متوفی ۵۹۳ھ اور شارحین "ہدایہ" نے ہشام بن عبد اللہ الرازی کے قول سے مستنبط کیا ہے"[1]

ذیل میں لفظِ "کعب" کے معانی بیان کرتے ہوئے کعبِ وضو اور کعبِ احرام کون سے ہیں اس کے دلائل کو بیان کیا جائے گا جس سے یہ بات واضح ہو جائے گی کہ وضو اور احرام کے باب میں احناف کثرھم اللہ کے نزدیک پاؤں کی الگ الگ ہڈی مراد ہے اور خاص طور پر احرام کے باب میں لفظِ "کعب" سے مراد "ٹخنے" ہرگز نہیں ہیں جیسا کہ علامہ غلام رسول سعیدی نے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور یہ صرف صاحب ہدایہ امام ابو الحسن مرغینانی متوفی ۵۹۳ھ اور شارحین ہدایہ کا استنباط نہیں ہے بلکہ احرام کے باب میں احناف کے نزدیک لفظ "کعبِ" سے مراد "وسط قدم کی ابھری ہڈی" ہی ہے اور یہ مُحرّرِ مذہب نعمانی امام محمد علیہ شیبانی سے لے کر خاتم المحققین علامہ ابن عابدین شامی حنفی اور امام اہلسنت، فقیہ اعظم امام احمد رضا خان حنفی تک، سب کا یہی موقف ہے۔

چنانچہ ذیل میں ترتیب وار بیان کیا جائے گا کہ کعب وضو، کعب احرام سے کیا مراد ہے اور ہشام بن عبید اللہ کی امام محمد علیہ الرحمہ سے کعب کے بارے میں روایت کی وضاحت بھی بیان کی جائے گی نیز ٹخنے اور اور ایڑی کا حکم بھی بیان ہو گا اور اگر کوئی احرام میں وسطِ قدم کی اُبھری ہوئی ہڈی کو چھپالے تو اس کا کیا حکم ہو گا یہ بھی بیان ہو گا۔

---

1 نعمة الباری فی شرح صحیح البخاری ۱/ ۴۹۵

وضو کے باب میں لفظِ "کعب" سے کیا مراد ہے:

قرآنِ کریم میں وضو کے بارے میں ارشاد ہے: اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ؕ[2]

ترجمہ: جب نماز کو کھڑے ہونا چاہو تو اپنے منہ دھوؤ اور کہنیوں تک ہاتھ اور سروں کا مسح کرو اور گٹوں تک پاؤں دھوؤ۔ (کنزالایمان)

آیتِ وضو میں مذکور لفظِ "الْكَعْبَيْنِ" کی تفسیر میں اختلاف ہے لیکن مُفسّرین، شارحینِ حدیث اور جمہور فقہاءِ کرام نے یہاں لفظ "الْكَعْبَيْنِ" سے مراد ٹخنے لئے ہیں جیسا کہ مُلّا جیون حنفی نے اس کے لئے جمہور ہی کا لفظ استعمال کیا ہے۔

درج ذیل میں چند حنفی مُفسّرین کرام کی تفاسیر ذکر کی جاتی ہیں:

چنانچہ مُلّا جیون احمد جونپوری حنفی متوفی ۱۱۳۰ھ لکھتے ہیں: اختلفوا فی تفسیر الكَعْب فما علیه الجمهورُ أن الكَعْبَيَن هما العظامِ الناتیانِ ینتهی إِلَیها عَظمُ السَّاقِ هو الأصحُّ.[3]

یعنی، لفظِ کعب کی تفسیر میں اختلاف ہے بہرحال جمہور کے نزدیک "کعبین" دو اُبھری ہوئی ہڈیاں ہیں پنڈلی کی ہڈی وہیں پر ختم ہوتی ہے یہی اصح قول ہے۔

اور مفتیٔ بغداد علامہ ابوالفضل شہاب الدین سیّد محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ لکھتے ہیں: " وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ؕ":وهما العَظمانِ الناتئانِ من

2 المائدة: ٥/ ٦

3 تفسیرات الأحمدیة، المائده: ٥/ ٦

الجَانبَين عند مَفصل الساق والقَدِم ومنه الكاعبُ وهي الجاريةُ التي تَبدو ثديُها للنُهود.[4]

یعنی، وہ دو ہڈیاں ہیں دونوں طرف سے اُبھری ہوئی، پنڈلی اور قدم کے جوڑ کے پاس اور اسی سے لفظِ کاعب ہے یہ وہ لڑکی ہے جس کا پستان ظاہر ہوتا ہے اُبھرتے ہوئے۔

اور علامہ ابو بکر بن علی حدادی حنفی متوفی ۸۰۰ھ لکھتے ہیں: قولہ: "اِلَی الْکَعْبَیْنِ": هُما العظامِ الناتئانِ من جَانبي الرِّجلِ ، مجمعُ مفصَل الساقِ والقدم ، مأخوذٌ من التكعّبِ وهو النتوءُ ، يُقال: كاعبٌ ،إذا خَرجَ ثَديُها .[5]

یعنی، پاؤں کے اطراف میں وہ دو ہڈیاں ہیں، پنڈلی اور قدم کا جوڑ کا مقام، یہ "تکعب "سے نکلا ہے اور وہ اُبھار ہے کہا جاتا ہے کاعب جب اُس کا پستان نکلے۔

اور قاضی محمد ثناء اللہ عثمانی حنفی مظہری نقشبندی متوفی ۱۱۴۳ھ لکھتے ہیں:

والكعبُ هو المرتفعُ من العَظمِ عند مُلتقَى الساقِ والقدمِ هو الذي يَعرفهُ أهلُ اللُّغةِ دُون مَعقِد الشِّرَاكِ ويَدلُّ على هذا إيرادُ لفظِ التثنيةِ فقال:" الْكَعْبَيْنِ"ولم يقُل إلى الكِعَابِ لأن انقسام الآحادِ على الآحادِ إنما يتصوّرُ عند مقابلةِ الجمع بالجَمعِ دونَ التثنيةِ بالجمعِ وإذا لم يُمكن الانقسام وَجَبَ أن يكونُ في كلِّ رِجلٍ كَعبانِ وَمَعقِد الشِّرَاكِ في كُلِّ رِجلٍ واحدٌ.[6]

---

4 تفسیر روح المعانی، سورۃ المائدہ، ۶ / ۶، ۵ / ۳۳۵

5 تفسیر الحداد، سورۃ المائدہ ۶/ ۶، ۲ / ۳۸۷

6 تفسیر المظهری، المائدة: ۶ / ۶، ۳ / ۸۰

یعنی، کعب وہ پنڈلی اور قدم کے ملنے کی جگہ پر اُبھری ہوئی ہڈی ہے، اور اہلِ لغت اسے تسمہ باندھنے کے مقام سے الگ مقام بتاتے ہیں اور اس پر یہ بات بھی دلالت کرتی ہے کہ لفظ کو تثنیہ "کعبین" لایا گیا ہے اور "کعاب" نہیں لایا گیا اس لیے کہ مفرد کو مفرد پر جب ہی تقسیم کیا جاتا ہے جب جمع کا مقابلہ جمع کے ساتھ ہو نہ کہ تثنیہ کا جمع کے ساتھ اور جب تقسیم ممکن نہیں تو لازم ہے کہ ہر پاؤں میں دو کعب ہوں اور تسمہ باندھنے کی جگہ تو ہر پاؤں میں ایک ہی ہوتی ہے۔

اور احادیث نبویہ علیہ التحیۃ والثناء میں وضو کے ذِکر میں لفظِ "الْكَعْبَيْنِ" آیا ہے چنانچہ امام محمد بن اسماعیل بخاری نے اپنی سند کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے وضو فرمانے کی کیفیت روایت کی جس میں ہے کہ " ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ "[7]
یعنی، پھر نبی کریم ﷺ نے اپنے دونوں مبارک قدم ٹخنوں سمیت دھوئے۔

اس حدیث کی شرح میں علامہ بدر الدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:"
إِلَى الْكَعْبَيْنِ" الكَعْب: هُو العظمُ الناتیءُ عند مُلتقى الساقِ والقدمِ"[8]
یعنی، کعب وہ پنڈلی اور قدم کے جوڑ کے پاس اُبھری ہوئی ہڈی ہے۔

اور سُنَن ابي داوٗد میں مذکور حدیث شریف کی شرح میں لکھتے ہیں: قلتُ :نعم : أن الكَعْبَ هُو العظمُ الناتیءُ فی المَفصِلِ الّذی فی مُتصلِ القَدمِ: هُو الصحيحُ عندنا۔[9]

---

7 صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب غسل الرجلین إلی الكَعْبَیْن ، برقم ۱۸٦:۱،/ ۵۵

8 عمدة القاری شرح صحیح البخاری، کتاب الوضوء ، باب غسل الرجلين إلى الكَعْبَیْن، رقم : ۱۸٦

9 شرح سُنَن أبی داؤد للعینی، کتاب الصلاة، باب تسویۃ الصفوف، ۳/ ۲۱۲

یعنی، میں کہتا ہوں ہاں "کعب" وہ اُبھری ہوئی ہڈی ہے جوڑ میں، جو پاؤں سے ملا ہوا ہے اور یہی ہمارے نزدیک صحیح ہے۔

اور"شرح معانی الآثار" کی شرح میں لکھتے ہیں: والکَعْب: هوَ العظمُ الناتِیٴ عند مَفصِل السَّاقِ و القَدمِ عِند الجَنبِ ، ولکِن هذا المعنی هو المرادُ فی بابِ الوُضوءِ.[10]

یعنی، "کعب" وہ اُبھری ہوئی ہڈی ہے پنڈلی اور قدم کے جوڑ کے پاس ایک پہلو میں لیکن یہ معنی وضو کے باب میں مراد ہے۔

کُتُبِ فقہ سے اس مسئلہ کی عبارات:

اور فقہائے احناف نے وضو کے باب میں جہاں بھی لفظِ"کَعب" آیا اُس سے ٹخنے ہی مراد لئے ہیں۔

چنانچہ شمس الائمہ ابو بکر محمد بن ابی سہل سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ لکھتے ہیں: وأما الكعبُ فهو العَظمُ الناتیٴُ المتّصلُ بعَظمِ الساقِ وهو المفهومُ في اللسانِ إذا قيل: ضربَ كَعبَ فلانٍ وقال عليه الصلاة والسلام : { أَلصِقُوا الكِعَابَ بالكِعَابِ فِي الصَّلَاة } ، وفي قوله : { إِلَى الْكَعْبَيْنِ } دليلٌ على هذا ؛ لأن ما يُوجد مِن خلقِ الإنسَان يذكر تثنيته بعِبَارة الجَمع كما قال تعالى : { إِنْ تَتُوْبَا إِلَى اللهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا }عَرفنَا أنَّه مَثنى فِي كُلِّ رجلٍ وذٰلِك العظم الناتِیٴ.[11]

---

10 نخب الأفكار، كتاب المناسك، باب ما يلبس المحرم من الثياب، ۹/ ۱۳۶

11 المبسوط ، كتاب الصلاة، تعليم الوضوء، ۱/ ۱/ ۱۳

یعنی، بہر حال "کعب" وہ اُبھری ہوئی ہڈی ہے جو پنڈلی کی ہڈی سے ملی ہوئی ہے اور لُغت میں یہی معنیٰ مراد ہوتے ہیں جب یہ کہا جائے ضربَ کَعب فلانٍ، اور آپ علیہ الصلاۃ والسلام کا فرمان: " أَلصِقُوا الكِعَابَ بالكِعَابِ في الصَّلَاة "[12] اور اللہ تعالی کا فرمان 'إِلَى الْكَعْبَيْنِ' اسی پر دلیل ہے اس لیے کہ انسان کے اعضاء میں جو اکیلا ہے اس کی تثنیہ جمع کے ساتھ لائی جاتی ہے جیسے اللہ تبارک وتعالی کا فرمان "إِنْ تَتُوْبَا إِلَى اللهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا" [13] پس ہم نے جان لیا کہ ہر پاؤں میں (کعب) دو ہیں اور وہ اُبھری ہوئی ہڈی ہے۔

امام علاؤالدین ابو بکر بن مسعود کاسانی حنفی متوفی ۵۸۷ھ لکھتے ہیں:

وَالْكَعْبَانِ هُمَا الْعَظْمَانِ النَّاتِئَانِ فِي أَسْفَلِ السَّاقِ بِلا خِلَافٍ بَيْنَ الْأَصحَابِ، كَذا ذَكَرَهُ الْقُدُورِيُّ لِأَنَّ الْكَعبَ فِي اللُّغةِ اسمٌ لِمَا عَلَا وَارْتَفَعَ [14]

کعبان پنڈلی سے نیچے دو ابھری ہوئی ہڈیاں ہیں اس میں ہمارے آئمہ کا اختلاف نہیں ہے جیسا کہ اس کو امام قدوری نے ذکر کیا اس لیے کہ کعب لغت میں نام ہے ہر اونچی اور بلند شے کا۔[15]

---

12 مصنف لابن ابی شیبة، کتاب الصلوة، باب :ما قالو فی إقامة الصف ،برقم ٣٥٤٤، ٣/ ٢١١

13 التحریم:٦٦/ ٤

14 البدائع الصنائع، کتاب الوضوء، فصل فی بیان أنواع الطهارة الحیوان،١/ ١٢١

15 مختصر القدوری فی الفقه الحنفی ،کتاب الطهارة، ص ١

اورعلامہ ابراہیم حلبی حنفی متوفی ۹۵۶ھ لکھتے ہیں: والکَعْبانِ: وهُمَا العظمانِ الناتِیانِ فی جانبِ القَدمَین هُو الصَحِیحُ .[16]

یعنی، "کعبان": وہ دونوں پاؤں کے پہلو میں اُبھری ہوئی ہڈیاں ہیں یہی صحیح ہے۔

اور علامہ سید ابوالسعود محمد بن علی حسینی حنفی متوفی ۱۱۷۲ھ لکھتے ہیں: والمرادُ ههُنا العَظمُ الناتیءُ أی: المرتفعُ فِی جانِبِ القَدمِ لا کَمارَواه هِشامٌ عن محمدٍ.[17]

یعنی، اور یہاں مراد اُبھری ہوئی ہڈی ہے یعنی: جو پاؤں کے پہلو میں اُبھری ہوئی ہے نہ کہ وہ جو ہشام نے امام محمد سے روایت کیا ہے۔

اور علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ وضو کے فرائض کے بیان میں لکھتے ہیں: والکَعْب : هُو العظمُ الناتیءُ هو الصحیحُ ومنه الکاعب.[18]

یعنی، "کعب": وہ اُبھری ہوئی ہڈی ہے یہی صحیح ہے اور اسی سے ہے کاعب۔

ہشام بن عبید اللہ رازی[19] کی روایت کی وضاحت:

---

16 غنیة المستملی شرح منیة المصلی، فرائض الوضوء، ص۱۵

17 ضوء المصباح شرح نور الإیضاح، کتاب الطهارت، فصل فی أحکام الوضوء، ق ۱۲/ ألف، ب

18 الهدایة، کتاب الطهارات، ۱/ ۱۳

19 هو هشام بن عبيد الله الرازي (ت: ٢٠١هـ)، فقيه حنفي من أهل الري، أخذ عن أبي يوسف ومحمد صاحبي الإمام أبي حنيفة، وكان يقول: لقيتُ ألفًا وسبع مئة شيخ،
=

صاحب ہدایہ نے "ھو الصحیح " (یہی صحیح ہے) لکھا ہے۔ اس سے آپ نے روایتِ ہشام بن عبید اللہ سے احتراز کیا ہے یعنی ہشام بن عبید اللہ نے امام محمد علیہ الرحمہ سے یہ روایت کیا ہے کہ کعب سے مراد وسطِ قدم کی ہڈی ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ وضو کے باب میں وسطِ قدم کی ہڈی مراد نہیں بلکہ ٹخنے مراد ہیں۔ امام محمد علیہ الرحمہ کی یہ روایت احرام کے باب سے ہے جس کو ہشام بن عبید اللہ نے وضو کے باب میں نقل کر دیا اس کی مزید تفصیل فقہی جزئیات کے ساتھ اگلے صفحات میں بیان ہو گی۔

چنانچہ امام قاضی امیر کاتب بن امیر عمر اتقانی فارابی حنفی متوفی ۷۵۸ھ، علامہ جلال الدین بن شمس الدین خوارزمی حنفی ۷۶۷ھ، علامہ اکمل الدین محمد بن محمد بابرتی حنفی متوفی ۷۸۶ھ اور امام کمال الدین محمد بن عبدالواحد ابن ہمام حنفی متوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں: قوله "هُوَ الصَّحِيح " احترازٌ عما رَوى هشامٌ عَن مُحمّدٍ رحمه الله واللفظ للفتح.[20]

یعنی، "صحیح" کہنے سے احتراز کیا ہے اس روایت سے جو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے ہشام نے کی ہے۔

=

وأنفقتُ في العلم سبع مئة ألف درهم، قال أبو حاتم: صدوق ما رأيتُ أعظم قدرًا منه بالري، من تصانيفه :"صلاة الأثر والنوادر" في الفقه. (الجواهر المضيئة،٢/ ٢٠٥-٢٠٦ / هدية العارفين،٢/ ٥٠٨)

20 غاية البيان ، كتاب الطهارات، ١/ ٥٤، الكفاية شرح الهداية، كتاب الطهارات، ١/ ٤٣، العناية شرح الهداية ، كتاب الطهارات، ١/ ١٨، فتح القدير ، كتاب الطهارات، ١/ ١٥

اورامام محمود بن احمد بن عبد العزیز ابن مازہ بخاری حنفی متوفی ۶۸۶ھ لکھتے ہیں اور انہیں کے حوالے سے علامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ اور علمائے ہند کی ایک جماعت نے لکھا ہے: وَيَدخُل الْكَعبَان فِي الغَسْل عِنْد عُلمائِنا الثَّلاثة وَالكَعْب هُو العَظمُ النَاتِئ فِي السَّاق الَّذي يَكُون فَوق القَدَم كَذا فِي الْمُحِيط- واللفظ للآخر [21]

یعنی، ہمارے تینوں آئمہ کے نزدیک کعبان دھونے میں شامل ہیں اور کعب پنڈلی میں اُبھری ہوئی ہڈی ہے وہ جو قدم سے اُوپر ہے جیسا کہ "محیط" میں ہے۔

احرام کے باب میں کعب سے مراد کیا ہے؟

اور احرام کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے جسے امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا ہے: عن ابن عمر عن النبي ﷺ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَهُ مَا يَلبَسُ الْمُحْرِمُ فَقَالَ لَايَلْبَسُ الْقَمِيصَ وَلَا الْعِمامَةَ وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا ثَوبًا مَسَّهُ الْوَرْسُ أَوْ الزَّعْفَرَانُ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا حَتَّى يَكُونَا تَحْتَ الْكَعْبَيْنِ. [22]

یعنی، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آپ سے سوال کیا کہ محرم کیا پہنے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ قمیص نہ پہنے، عمامہ نہ پہنے، شلوار نہ پہنے، ٹوپی نہ پہنے، ایسا کپڑا نہ پہنے جسے ورس یا

---

21 المحيط البرهانی، کتاب الطهارات، الفصل الأول فی الوضوء ۱/ ۳۹، الفتاوی الهندية، کتاب الطهارة، الباب الأول فی الوضوء، الفصل الأول فی فرائض الوضوء، ۱/ ۵

22 صحيح البخاری، کتاب العلم، باب من أجاب السائل بأكثر مما سأله، ۱/ ۴۳، برقم: ۱۳۴

زعفران سے رنگا ہوا ہو۔ اگر اُسے چپل نہ ملیں تو وہ موزے پہن لے اور انہیں کاٹ لے یہاں تک کہ وہ " کَعْبَیْن " سے نیچے ہو جائیں۔

امام بخاری نے اس حدیث کو مزید دس مقامات [23] پر روایت کیا ہے۔ اسی طرح امام مسلم نے اپنی "صحیح"[24] میں، امام ابو داؤد نے اپنی " سُنَن"[25]، امام نسائی نے "سُنَن المجتبیٰ"[26] اور سُنَن الکبریٰ[27] میں، امام ابن ماجہ نے اپنی " سُنَن "[28] میں، امام

23 صحيح البخاري، كتاب الصلاة، باب الصلاة في القميص والسراويل والتبان والقباء، ١/ ٩٦،برقم: ٣٦٦، صحيح البخاري، كتاب الحج، باب ما لا يلبس المحرم من الثياب، ١/ ٣٨٠،برقم: ١٥٤٢، صحيح البخاري، كتاب الحج، باب ما ينهى من الطيب للمحرم والمحرمة، ١/ ٤٥٣،برقم: ١٨٣٨، صحيح البخاري، كتاب الحج، باب لبس الخفين للمحرم إذا لم يجد النعلين، ١/ ٤٥٤،برقم: ١٨٤٢، صحيح البخاري، كتاب اللباس، باب لبس القميص، ٤/ ٤٢،برقم: ٥٧٩٤،صحيح البخاري، كتاب اللباس، باب السراويل، ٤/ ٤٤،برقم: ٥٨٠٥،صحيح البخاري، كتاب اللباس، باب العمائم، ٤/ ٤٤،برقم: ٥٨٠٦،صحيح البخاري، كتاب اللباس، باب الثوب المزعفر، ٤/ ٥٤،برقم: ٥٨٤٧،صحيح البخاري، كتاب اللباس، باب النعال السبتية وغيرها، ٤/ ٥٦،برقم: ٥٨٥٢

24 صحيح مسلم،كتاب الحج، باب ما يباح للمحرم الخ،برقم:١١٧٧، ٢/ ٨٣٤

25 سُنَن أبي داؤد،كتاب المناسك، باب ما يلبس المحرم، برقم:١٨٢٣، ٢/ ٢٨٢

26 سنن المجتبي للنسائي ، كتاب المناسك ، باب النهى عن الثياب المصبوغه الخ ،برقم :٢٦٦٣، ٥/ ١٣٣

27 سُنَن الكبرىٰ للنسائي،كتاب الحج، باب النهي عن الثياب المصبغة الخ، ٢/ ٣٣٢، برقم: ٣٦٤٧

28 سُنَن ابن ماجة، كتاب المناسك، باب مايلبس المحرم من الثياب، ٣/ ٤٢٩، برقم:٢٩٢٩

ابن حبان نے اپنی "صحیح"[29] میں، امام احمد نے اپنی "مسند"[30] میں، امام شافعی نے اپنی "مسند"[31] میں اور امام ابو یعلی نے اپنی "مسند"[32] میں روایت کیا ہے۔

اس حدیث شریف کی شرح میں علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں: قوله: " الْكَعْبَيْنِ": تثنيةُ كعبٍ ،والمرادُ به ههنا هو المفصلُ الذي في وَسطِ الْقدم-[33]

یعنی، "کعبین" یہ کعب کی تثنیہ ہے اور یہاں پر اس سے مراد وہ جوڑ ہے جو قدم کے درمیان میں ہوتا ہے۔

اور علامہ یوسف آفندی ابو محمد عبداللہ بن محمد رومی حنفی ۱۱۶۷ھ لکھتے ہیں :"حتّٰی یَکُوْنَا تَحْتَ الکَعْبیْن" تثنیةُ کعبٍ، والمرادُ ھھُنا ھُوَ المَفصِل الّذی فِی وَسطِ القَدم عِند مَعقِد الشِّرَاكِ .[34]

یعنی، "کعبین" یہ کعب کی تثنیہ ہے اور یہاں پر اس سے مراد وہ جوڑ ہے جو قدم کے درمیان تسمہ باندھنے کے مقام پر ہوتا ہے۔

---

29 صحيح ابن حبان ،كتاب الحج، باب ذكر البيان بأن المحرم انما أبيح له فی لبس الخفين الخ ،برقم:٣٧٧٣، ٦/ ٣٦

30 مسند الامام احمد بن حنبل ،مسند المكثرين من الصحابة، مسند عبد الله بن عمر ، ٩/ ٢٢٥، رقم الحديث :٥٣٠٨

31 مسند الإمام الشافعي، كتاب المناسك ،ص١١٧

32 مسند أبي يعلى ،مسند عبدالله بن عمر ، برقم:٥٨٠٥، ١٠/ ١٨١

33 عمدة القاری ، كتاب العلم، باب من أجاب السائل بأكثر مما سأله ،برقم:١٣٤، ٢/ ٣١٤

34 نجاح القاری لصحيح البخاری، كتاب العلم، باب من أجاب بأكثر مما سأله، ٢/ ٤٤٢، ٤٤٣

اور علامہ محمد بن ولی ازمیری حنفی متوفی ۱۱۶۵ھ لکھتے ہیں: لما روی البُخاری أنّه صلی الله علیه وسلّم نهی أن یلبسَ المحرمُ هذه الأشیاء، فقال فِی آخره: "ولَا خُفَّیْنِ، إلَّا أن لَا تجِد نَعْلَیْن .... فَیَقْطَعُهُمَا أسْفَلَ مِنَ الکَعْبیْنِ"أی: مَعقِد الشِّراك ،لا العظمُ الناتیءُ بین طرفَی القدمِ، کما هو المرادُ فی الوُضوءِ.[35]

یعنی، امام بخاری علیہ الرحمہ نے جو روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مُحرم کو یہ چیزیں پہننے سے منع فرمایا ہے اور آخر میں فرمایا"اور نہ خُفَّین پہنے مگر یہ کہ اس کے پاس نعلَین نہ ہوں پس وہ ان کو کاٹ دے"کعبَین" کے نیچے سے"۔یعنی تسمہ باندھنے کی جگہ،نہ کہ پاؤں کے پہلو میں اُبھری ہڈی جو کہ وضو میں مراد ہے۔

احرام میں موزے کاٹنے کا حکم دینے کی وجہ بیان کرتے ہوئے شیخ مُحقّق عبدالحق مُحدِّث دہلوی حنفی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں: لِیقْطَعهُما أسْفَلَ مِنَ الکَعْبَین "لیخرُجا عن حدِّ الخُفَّینِ.[36]

یعنی،"کعبَین" کے نیچے سے کاٹ دے تا کہ وہ خُفَّین کی حد سے نکل جائیں۔

اورامام محمود بن احمد بن عبد العزیز ابن مازہ بخاری حنفی متوفی ۶۱۶ھ لکھتے ہیں: وإنما أمرَ بذلك لیصِیرَا فی معنی النّعلَین.[37]

یعنی، یہ حکم اس وجہ سے دیا گیا کہ وہ دونوں "نعلَین" جیسے ہو جائیں۔

---

35 کمال الدرایة، کتاب الحج، فصل: فی بیان الإحرام إلخ، ۲/ ۵۰۴

36 لمعات التنقیح، کتاب المناسك، باب ما یجتنبه المحرم، الفصل الأول، برقم: ۲۶۷۸(۱)، ۵/ ۴۲۳

37 المحیط البرهانی، کتاب المناسك، الفصل الخامس، فیما یحرم علی المحرم، بسبب إحرامه وما لا یحرم، نوع فیه فی لبس المحیط، ۳/ ۴۳

علّامہ ابو زید عبد اللہ بن عمر دبوسی حنفی متوفی ۴۳۰ھ احرام میں موزے پہننے کی اباحت کو کاٹنے سے معلّق کرنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: والخفّ لا يُمكن إستِعماله استعمالَ النَّعل إلا بعدَ القَطعِ فعَلَّقَ الإباحةَ بِالقَطعِ.[38]

یعنی، موزے کا چپل کی طرح استعمال اس کے کاٹنے کے بعد ہی ممکن ہے اسی لئے موزے کی اِباحت کو اس کے کاٹنے کے ساتھ معلّق فرمایا۔

اور حدیث شریف میں موزوں کے کاٹنے کو چپل نہ ہونے کے ساتھ معلّق کرنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: لأنَّ النَّبي صَلى اللهُ علَيه وسَلم علَّقَ بعدمِ النَّعلَين، لأنّه لا يُقطعُ بلاحاجةٍ، والحاجةُ إنما تتحقّقُ حَال العَدمِ۔[39]

یعنی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چپل نہ ہونے کے ساتھ مُعلّق فرمایا، اس لیے کہ موزے کو بغیر حاجت نہیں کاٹا جاتا اور حاجت صرف چپل نہ ہونے کی صورت میں مُتحقّق ہوتی ہے۔

اگرچہ کٹے ہوئے موزے پہننا فی نفسہ مباح ہے جیسا کہ امام دبوسی نے "لأنه مباح في نفسه" سے اسی کی صراحت فرمائی ہے۔[40]

اور حدیث شریف میں موزے کو کاٹنے کا حکم ہے تو جس شخص کے پاس چپل نہ ہو تو کیا اس پر لازم ہے کہ وہ موزوں کو کاٹ کر پہنے اور وہ ننگے پاؤں نہ چلے تو اس کے جواب میں علّامہ عینی حنفی نقل کرتے ہیں: قال الكرماني : فإذا

---

38 كتاب المناسك من الأسرار، مسائل اللبس، ص۲٤۳

39 كتاب المناسك من الأسرار، مسائل اللبس، ص۲٤٤

40 كتاب المناسك من الأسرار، مسائل اللبس، ص۲٤٤

فَقَدَالنَّعلُ، فهل يجبُ لبس الخُفِّ المقطوع، لأن ظاهرَ الأمرِ الوُجوبُ ؟ قلتُ: لا، إذهو شُرِعَ للتسهيل فَلَا يُناسب التثقيل .[41]

یعنی، علامہ کرمانی نے فرمایا کہ جب نعل نہ ہو تو کیا کاٹا ہوا موزہ پہننا لازم ہے؟ اس لیے کہ ظاہراً حکم وُجوب کے لیے ہی ہوتا ہے، میں کہتا ہوں: لازم نہیں ہے اس لیے کہ یہ آسانی کے لیے مشروع ہوا تو تنگی میں ڈالنا مناسب نہیں.[42]

جمہور فقہاءِ احناف نے اسی حدیث کو لیا ہے اور فرمایا کہ محرم کے لئے بغیر کاٹے موزوں کا استعمال جائز نہیں۔ چنانچہ مُلّا علی قاری حنفی لکھتے ہیں: قال جماهيرُ العُلماء: لا يجوزُ لبسهما إلا بعد قَطعِهما أسفلَ مِن الكَعْبيْن.[43]

یعنی، جمہور علمائے کرام نے فرمایا موزوں کو "کعبین" کے نیچے سے کاٹے بغیر پہننا جائز نہیں۔

اور فقہاءِ احناف نے حدیث شریف میں مذکور لفظ "الكَعْبيْن" سے وسطِ قدم کی اُبھری ہوئی ہڈی مراد لی ہے اور امام محمد بن حسن شیبانی سے یہی مروی ہے جسے ہشام بن عبید اللہ رازی نے طہارت کے باب میں نقل کردیا۔

شمس الائمہ ابو بکر محمد بن ابی سہل سرخسی حنفی لکھتے ہیں: فَسَّرَ هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ - رَحِمَهُمَا اللَّهُ تَعَالَى - الْكَعْبَ فِي هَذَا الْمَوْضِعِ بِالْمَفصِلِ الَّذِي فِي

41 عمدة القاری ، کتاب العلم، باب من أجاب السائل بأكثر مما سأله ،برقم:۱۳۴، ۲/ ۳۱۵

42 الكوكب الدراری فی شرح البخاری للكرمانی،كتاب العلم،باب من أجاب السائل بأكثر ألخ،برقم:۱۳۴، ۱/ ۱۶۶

43 مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب المناسك، باب ما يجتنبه المحرم ، الفصل الاوّل، ۵/ ۵۸۰

وَسَطِ الْقَدَمِ عِنْدَ مَعْقِدِ الشِّرَاكِ، وَعلَى هذَا قَالَ الْمُتَأَخِّرونَ مِنْ مَشايِخِنَا: لَا بَأْسَ لِلْمُحْرِمِ بِأَنْ يَلْبَسَ الْمِشَكَّ؛ لِأَنَّهُ لَا يَسْتُرُ الْكَعْبَ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ النَّعْلَيْنِ[44]

یعنی، ہشام نے امام محمد رحمہ اللہ کے حوالے سے یہ وضاحت کی ہے کہ "کعب" اِس جگہ وہ جوڑ ہے جو قدم کے درمیان تسمہ باندھنے کے مقام پر ہے اور اسی وجہ سے ہمارے متأخرین مشائخ نے فرمایا مُحرم کے لیے مِشک پہننے میں حرج نہیں اس لیے کہ وہ کعب کو نہیں چھپاتی وہ نعلین کی طرح ہی ہے۔

اور علامہ علاء الدین سمرقندی حنفی متوفی ۵۳۹ھ لکھتے ہیں: وإن لم يَجد النّعلينِ يَنبغِي أن يقطَع الخُفَّينِ أسفَلَ مِن الكَعبينِ ويَلبس ولَا شَيء عَليهِ[45]

یعنی، اگر وہ نعلین کو نہ پائے تو چاہیے کہ وہ موزے کعبین کے نیچے سے کاٹ لے اور اس پر کچھ (احرام کا جُرم) نہیں ہے۔

علامہ علاؤالدین کاسانی حنفی لکھتے ہیں: ومَا روى هَشام عَن مُحمد أنّه المَفصِل الذِي عِندَ مَعقِد الشِراك عَلى ظَهرِ القَدَم فَغَير صَحِيح، إنّما قَال مُحمد فِي مَسألَة المُحرِم إذَا لَم يَجد نَعلَين، أنّه يَقطَع الخُفّ أسفَل

44 المبسوط، کتاب الحج، باب مایلبسه المحرم من الثیاب، ٤/ ١٢٨

45 تحفة الفقهاء، كتاب المناسك، باب آخر، ص ٢٠٩

الكَعب، فَقَال: إنّ الكَعب ههُنا الّذِي فِي مَفصِل القَدم فنَقَل هِشام ذلِك إلى الطّهَارةِ، والله أعلم »[46]

یعنی، ہشام نے امام محمد سے روایت کیا ہے(وضو کے باب میں)قدم کے اوپر یہ جوڑ وہ ہے جو تسمہ باندھنے کے مقام پر ہے یہ صحیح نہیں ہے، بیشک امام محمد نے یہ مُحرم کے مسئلہ میں فرمایا تھا جب اس کے پاس نعلین نہ ہوں تو وہ موزے کو کعب سے نیچے کاٹے اور فرمایا یہاں پر کعب وہ ہے جو قدم کا جوڑ ہے پس ہشام نے اس کو طہارت کے باب میں نقل کر دیا۔

اور علّامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی لکھتے ہیں: والكَعْب هُنا المفصِلُ الذى فى وَسطِ القدمِ عند مَعقِدالشِّراكِ دُونَ الناتِئ فِيما روى هَشام عَن محمّد رحمه الله.[47]

یعنی، کعب یہاں وہ جوڑ ہے جو قدم کے درمیان تسمہ باندھنے کے مقام پر ہوتا ہے نہ کہ اُبھرا ہوا۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے ہشام نے یہ روایت کیا۔

اورامام مظفر الدین ابوالعباس احمد بن علی ابن الساعاتی متوفی ۶۹۴ھ لکھتے ہیں: وَالمرادُ بِالكَعْب ههُنا العَظمُ الناتِئ فِي وسْطِ القَدَم عند مَعْقِد الشِّراكِ روَاه هشام عَن محمّد رحمه الله۔[48]

46 بدائع الصنائع، كتاب الحج، فصل : أما بيان ما يحظره الإحرام ، وما لا يحظره، ٢/٢٧٧

47 الهداية، كتاب الحج، باب الإحرام،تحت قوله: ولا يلبس قميصاً إلخ،١/١٦٦

48 شرح مجمع البحرين ، كتاب الحج، محظورات الإحرام ، ٣/٣٥٣، تحت قوله: ولا يلبس قميصاً إلخ

یعنی، یہاں کعب سے مُراد قدم کے درمیان اُبھری ہوئی ہڈی ہے جو تسمہ باندھنے کے مقام پر ہے اس کو ہشام نے امام محمد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے۔

اور علامہ مُحقّق شیخی زادہ عبد الرحمن بن محمد حنفی متوفی ۱۰۷۸ھ، مُلّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ اور علامہ تقی الدین ابو العباس احمد بن محمد بن محمد اسکندری شُمنّی حنفی متوفی ۸۷۲ھ لکھتے ہیں: فإنه يَلْبس الخُفَّين بعد أن يقْطعَهما أسفلَ من الكَعْبيْن أعنِي المفصِلَين الذَين فِي وسْطِ القَدَمين عنْد مَعْقِد الشَراك.[49]

یعنی، "خُفّین" کو پہنے گا "کعبین" کے نیچے سے کاٹتے ہوئے سے میری مراد وہ جوڑ ہیں جو دونوں قدموں کے وسط میں تسمہ باندھنے کے مقام پر ہوتے ہیں۔

اور امام خواہر زادہ محمد بن محمود کردری حنفی متوفی ۶۵۱ھ، علامہ حافظ الدین عبد اللہ بن احمد نسفی حنفی متوفی ۷۱۰ھ، علامہ شمس الدین ابو العباس احمد بن ابراہیم سروجی حنفی متوفی ۷۱۰ھ، علامہ عثمان بن علی زیلعی حنفی متوفی ۷۴۳ھ، علامہ ابو بکر بن علی حدادی حنفی متوفی ۸۰۰ھ، قاضی و مفتی مکہ امام ابو البقا محمد بن احمد ابن الضیاء مکی حنفی متوفی ۸۵۴ھ، علامہ بدر الدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، علامہ عبد العلی برجندی حنفی متوفی ۹۳۲ھ، علامہ زین الدین ابن نجیم متوفی ۹۷۰ھ، علامہ رحمت اللہ بن قاضی عبد اللہ سندھی حنفی ۹۹۳ھ، علامہ سراج الدین ابن نجیم حنفی متوفی ۱۰۰۵ھ، علامہ حسن بن عمار شرنبلالی حنفی متوفی ۱۰۶۹ھ اور علامہ عبد الغنی غنیمی حنفی متوفی ۱۲۹۸ھ، اور علامہ ضیاء الدین احمد بن مصطفیٰ حنفی متوفی ۱۳۱۱ھ لکھتے

---

49 مجمع الأنهر، كتاب الحج، باب الإحرام، تحت قوله: أو خُفَّين إلخ، ۱/ ۳۹۷، فتح باب العناية في شرح النقاية، كتاب الحج، مباحات الإحرام، تحت قوله: عمامة، ۲/ ۲۳۲، شرح النقاية للشُمنّي، كتاب الحج، باب الإحرام، تحت قوله: ولا خفين، ق۶۶/ ب

ہیں:والكَعْب هٰهنا المفصِل اَلذِی فِی وَسطِ القَدمِ عِند مَعقِد الشِرَاك.[50]

یعنی،"کعب" یہاں پر وہ جوڑ ہے جو قدم کے درمیان تسمہ باندھنے کے مقام پر ہوتا ہے۔

اور امام محمود بن احمد بن عبد العزیز ابن مازہ بخاری حنفی متوفی ۶۸۶ھ لکھتے ہیں: وتَعبِیْرُ الكَعْب هنا العَظم المربع فِی وسْطِ القَدَم عند مَعْقِد الشِرَاك، وإنما أمرَ بِذٰلِك لِيَصْيرا فى معنَى النعْلَين.[51]

---

50 شرح مشكلات القدورى، كتاب الحج، تحت قوله: من الكَعْبيْن، ١/ ٤٣٥، الكافى للنسفى ، كتاب الحج باب الإحرام ، تحت قوله: ولبس القميص إلخ، ١/ ق/ ٢٢٤/ ب، الغاية، كتاب الحج، باب الإحرام، تحت قوله: السراويل لمن، ٨/ ٢٠٥، تبيين الحقائق شرح كنزالدقائق، كتاب الحج، باب الإحرام، تحت قوله:ولبس القميص إلخ، ٢ /٢٥٨، الجوهرة النيرة ، كتاب الحج، باب الإحرام ، تحت قوله:ولا عمامةً ولا قلنسوةً إلخ،١/ ٣٦٧، السراج الوهاج، كتاب الحج، باب الإحرام، تحت قوله: ولا خُفَّين إلخ، ق١٥٧/ ب، مخطوط مصوّر، وفيه بعده : وزمام النّعل) البحرالعميق ، الباب السابع فى للإحرام، الفصل السابع ما يحرم على المحرم إلخ، ٢/ ٦٩٢، عمدة القارى شرح صحيح البخارى ، كتاب العلم، باب من أجاب السائل بأكثر مما سأله، برقم: ١٣٤، ٢/ ٣١٤، البرجندى شرح مختصر الوقاية، كتاب الحج، تحت قوله: ولبس الخفَّين، ١/ ٢٣٢، البحرالرائق، كتاب الحج، باب الإحرام، تحت قوله: ولبس القميص إلخ، ٢/ ٥٦٧، جمع المناسك ونفع الناسك، باب الإحرام، فصل فى بيان ما يحرم على المحرم، ص١٠١، (ص١٤٩، مطبوعة: أفغانستان)) النهر الفائق، كتاب الحج، باب الإحرام، تحت قوله: ولبس القميص إلخ، ٢/ ٦٩،غنية ذوى الأحكام فى بغية دررالحكام، كتاب الحج، باب الإحرام، تحت قوله: فيقطع إلخ، ١/ ٢٢٢، اللباب فى شرح الكتاب، كتاب الحج،٢/ ٤١٤، جامع المناسك فى نسك الحج، الباب الثانى، محظوراته ، ص ٦٧

51 المحيط البرهانى، كتاب المناسك ، الفصل الخامس، فيما يحرم على المحرم ، بسبب إحرامه وما لا يحرم، نوع فيه فى لبس المحيط، ٣/ ٤٣

یعنی، یہاں کعب سے مراد چو کور ہڈی ہے قدم کے درمیان تسمہ باندھنے کے مقام پر اور اس کا (یعنی کعب سے نیچے کاٹنے کا) حکم اس لیے دیا گیا تاکہ وہ نعلَین کی طرح ہو جائے۔

اور علامہ ابو البرکات عبد اللہ بن احمد نسفی حنفی اور ان کے حوالے سے علامہ شہاب الدین احمد بن محمد شلبی حنفی متوفی ۱۰۲۱ھ لکھتے ہیں: قال فِی المُستصفی: و الکَعْب هنا العظم المثلّث المبَطن علی ظَهر القَدَم ، لَا العَظمان الناتئَان إلخ.[52]

یعنی، "مستصفی" میں فرمایا یہاں "کعب" سے مراد وہ اُبھری ہوئی تکونی ہڈی ہے قدم کے اوپر ہوتی ہے نہ کہ دو اُبھری ہوئی ہڈیاں۔

اور علامہ محمد طاہر سنبل مکی حنفی متوفی ۱۲۱۸ھ لکھتے ہیں: والکَعْب هنا هو: العَظم المرْتفَع فِی ظَهر القَدَم عند مَعْقِد شِراك النَعْل .[53]

یعنی، "کعب" سے یہاں پر وہ اُبھری ہوئی ہڈی مراد ہے جو قدم کے اُوپر تسمہ باندھنے کے مقام پر ہے۔

مندرجہ بالا عبارات میں فقہاءِ کرام نے "عند مَعقِد الشِّراك" کا ذِکر کیا ہے جس کے بارے میں مُلّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: هُوَ الکَعْب الذِی فِی وَسْط القَدَم۔[54]

---

52 المستصفی وهو شرح لمختصر الفقه النافع ، کتاب الحج، تحت قوله: قوله علیه السلام الحج، ق۸۶/ ب ، حاشیة الشلبی علی تبین الحقائق، کتاب الحج، باب الإحرام، تحت قوله: والکعب هنا، ۲/ ۲۵۸

53 حاشیة ضیاء الأبصار علی منسك الدر المختار، فصل فی الإحرام ،محرمات الإحرام ، ص ۸۷

یعنی، وہ ہڈی ہے جو پاؤں کے درمیان میں ہوتی ہے۔

اور علّامہ سیّد محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:(قَوْلُهُ إِلَى مَعْقِدِ الشِّرَاكِ) أَيْ الْمَحلِّ الَّذي يُعْقَدُ عَلَيْهِ شِرَاكُ النَّعلِ بِالْكَسْرِ أَيْ سَيْرُهُ، فَالْمرادُ بِه الْمَفْصِلُ الذِي فِي وَسَطِ الْقَدَمِ وَيُسمَّى كَعْبًا، وَمِنْه قَوْلُهُمْ فِي الإِحرَامِ: يَقْطَعُ الْخُفَّيْنِ أَسْفَلَ مِنْ الْكَعْبَيْنِ.[55]

یعنی، تسمہ باندھنے کی جگہ تک، یعنی وہ جگہ جس پر جوتے کا تسمہ باندھا جاتا ہے شراک شین کی زیر کے ساتھ ہے یعنی تسمہ کی حرکت، اس سے مراد وہ جوڑ ہے جو قدم کے درمیان ہوتا ہے اور اسے کعب کہا جاتا ہے، اسی سے ان کا قول ہے احرام کے باب میں، (مُحرم) موزے کاٹے کعبین سے نیچے تک۔

اور علّامہ سیّد احمد بن محمد طحطاوی حنفی متوفی ۱۲۳۱ھ اور علّامہ سیّد محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں: قوله :عندمَعْقد الشرَاك: وهو المَفْصِل الذِى فِى وسْطِ القَدَم.[56]

=

54 المسلك المتقسط، باب الجنايات، فصل: فى لبس الخفين، ص ٤٣٨

55 ردالمحتار على الدرالمختار، كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين، ١/ ٢٦٨، مطبوعة: دار المعرفة، بيروت، الطبعة الأولى: ١٤٢٠ھ.٢٠٠٠م

56 حاشية الطحطاوى على الدرالمختار، كتاب الحج، باب الإحرام، تحت قوله :عند معقد الشراك، ٣/ ٥٣١، ردالمحتار على الدرالمختار، كتاب الحج، فصل فى الإحرام، مطلب فيما يحرم بالإحرام ومالا يحرم، ٣/ ٥٧٢

یعنی، ان کا قول تسمہ کی جگہ اس سے مراد وہ جوڑ ہے جو قدم کے درمیان ہوتا ہے۔

فقہاء کرام نے احرام کے باب میں "کعب" کی تفسیر میں "ھنا" کہا، اس سے اُنہوں نے یہ بیان کیا ہے کہ یہاں "کعب" سے وضو میں دھوئے جانے والے ٹخنے مراد نہیں ہیں چنانچہ امام قاضی قوام الدین امیر کاتب بن امیر عمر اتقانی فارابی حنفی متوفی ۷۵۸ھ لکھتے ہیں: وإنّما قال: هاهنا ، لأن الكَعْب في بابِ الوُضُوءِ هوَ العَظم النّاتِئ في السّاقِ، وقدْ مرّ بيانه فِي أولِ الكِتاَب.[57]

یعنی، انہوں نے "یہاں" کہا، اس لیے کہ "کعب" وضو کے باب میں وہ ہڈی ہے جو پنڈلی میں ابھری ہوئی ہوتی ہے اور اس کی تفصیل کتاب کے شروع میں گزر گئی ہے۔

اور علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں: إنما قَال: "هنا "يَعْني فِي بابِ الحَجّ اِحترازاً عَن الكَعْب المذْكُوْر فِي بابِ الوُضُوء، فإن الكَعْب هنا هوَ الذِي نفاه بِقَوله: دُون النّاتِئ۔[58]

یعنی، انہوں نے "یہاں" کہا ہے یعنی حج کے باب میں اس سے وضو کے باب میں مذکور "کعب" سے اجتناب کیا ہے، پس "کعب" وہاں وہ ہے جسے انہوں نے اپنے قول "دُوْنَ النَّاتِئِ" کے ساتھ نفی کی ہے۔

---

57 غاية البيان، كتاب الحج، باب الإحرام، تحت قوله: والكَعْب هاهنا، ٣/ ٥٠٠

58 البناية شرح الهداية، كتاب الحج، باب الإحرام، تحت قوله: والكَعْب هنا إلخ، ٤/ ١٨٢

فقہاءِ کرام نے صراحت کردی کہ حج کے بیان میں "کعب" سے مراد وضو والا "کعب" نہیں ہے چنانچہ علامہ جوی زادہ محمد الیاس شہید حنفی متوفی ۹۵۴ھ اور علّامہ ابواللّیث محرم بن محمد زیلعی حنفی لکھتے ہیں: المرَادُ بالکَعْب هُنا العَظم الذِی فِی وَسْط القَدم عند مَعْقد الشرَاك، لَا الكَعْب المذْكُور فِی الوُضُوْء.[59]

یعنی، "کعب" سے مراد وہ ہڈی ہے جو قدم کے درمیان تسمہ باندھنے کے مقام پر ہوتی ہے نہ کہ وہ "کعب" جو وضو میں مذکور ہوا۔

اور شارح صحیح بخاری علّامہ عینی اور شارح صحیح بخاری علّامہ یوسف آفندی لکھتے ہیں: لَا العَظم النَاتِیْ عِند مَفْصِل السَاقِ، فإنه فِی بَاب الوُضوء۔[60]

یعنی، نہ کہ پنڈلی کے جوڑ کے پاس اُبھری ہوئی ہڈی پس وہ وضو کے باب میں مراد ہوتی ہے۔

اور علّامہ سراج الدین ابن نُجیم حنفی لکھتے ہیں: لَاالعَظم النَاتِیْ کَما فِی الطَّھارۃ۔[61]

یعنی، نہ کہ اُبھری ہوئی ہڈی جیسا کہ بابِ طہارت میں ہے۔

اور مُلّا علی قاری لکھتے ہیں: لَا الکَعْب المعَبّر فِی غُسْلِ الرِّجْلین.[62]

---

59 الإيثار لحلّ المختار، كتاب الحج، ١/ ٣٧٤، هدية الصعلوك شرح تحفة الملوك، كتاب الحج، فصل :إذا أراد الإحرام، ص ١٦٧

60 عمدة القاری شرح صحيح البخاری، كتاب الوضوء ، باب غسل الرجلين إلى الكَعْبيْن، ٢/ ٣١٤، نجاح القاری لصحيح البخاری، كتاب العلم، باب من أجاب بأكثر مما سأله، ٢/ ٤٤٤

61 النهر الفائق، كتاب الحج، باب الإحرام، تحت قوله: ولبس القميص إلخ، ٢/ ٦٩

62 المسلك المتقسط ، باب الإحرام ، فصل فی محرمات الإحرام، ص١٦٦

یعنی، نہ کہ وہ "کعب" جو پاؤں دھونے میں مراد ہوتی ہے۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ وضو کے باب میں "کعب" سے مراد اور ہے اور احرام کے بیان میں "کعب" سے مراد اور ہے جیسا کہ ذِکر کردہ عبارات سے ثابت ہے۔ شارحینِ حدیث اور فقہائے کرام نے اس کی صراحت بھی کی ہے کہ حج کے باب میں "کعب" سے مراد پاؤں کے وسط میں واقع اُبھری ہوئی ہڈی ہے۔

چنانچہ علامہ بدرالدین عینی حنفی متوفی ۸۰۰ لکھتے ہیں: والكَعْب الّذِي فِي بَاب الحَج هوَ المفْصَل الذِي فِي وَسْط القَدَم عند مَعْقِد الشراك .[63]

یعنی، بابِ حج میں "کعب" وہ جوڑ ہے جو پاؤں کے درمیان تسمہ باندھنے کے مقام پر ہوتا ہے۔

اور بعض فقہاءِ کرام بابِ احرام میں جب لفظ "کعب" ذکر کیا تو "کعب" کو احرام کی جانب مضاف کیا ہے جیسا کہ علّامہ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن یوسف بن الیاس قونوی حنفی متوفی ۷۸۸ھ لکھتے ہیں: ولا خفٍ قُطع أسفل من كعب احرام.[64]

یعنی، نہ بچے اس موزے کو پہننے سے جسے کعبِ احرام کے نیچے سے کاٹا گیا ہو۔

روایتِ ہشام کے بارے میں کلام

ہشام بن عبید اللہ رازی حنفی نے امام محمد بن حسن شیبانی حنفی سے "کعب" کی جو تفسیر روایت کی ہے وہ یہ ہے کہ: عَنْ مُحمدٍ أنهٗ قَال هوَ المفْصِل الذِي فِي وسْطِ القَدَمِ عنْد مَعْقِد الشرَاك.[65]

---

63 نخب الأفكار ، كتاب مناسك الحج، باب ما يلبس المحرم من الثياب ، ۱۶/۹

64 دُرَر البحار فی الفروع ، کتاب الحج، فصل : واغتسل المحرم إلخ، ق ۲۰/ ب

65 العناية شرح الهداية، كتاب الطهارات، تحت قوله: هو الصّحيح ،۱۸/۱

یعنی، امام محمد سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں وہ جوڑ جو پاؤں کے درمیان تسمہ باندھنے کی جگہ پر ہوتا ہے۔

اور اس روایت پر فقہاءِ کرام نے بہت کلام کیا اور کسی نے کہا کہ امام ہشام بن عبید اللہ کو اس روایت کے نقل کرنے میں سہو ہوا اور کسی نے کہا غلطی ہوئی کیونکہ اسے تو امام محمد علیہ الرحمہ نے حج کے بیان میں روایت کیا تھا اور ہشام نے اسے وضو کے باب میں بیان کر دیا گیا۔

چنانچہ علامہ عینی حنفی لکھتے ہیں: فإن هشاماً عن محمد ابن الحسن: أنَّ الكَعْب هو المفْصِل الذِى على وَسْطِ القَدَم عندَ مَعْقِد الشِّرَاك، وَلٰكِن تفْسِير محمَد هذا لَيْس فِى بابِ الوُضُوء، إنما هُوَ فِى بَابِ الْحج.[66]

یعنی، ہشام نے امام محمد بن حسن سے روایت کیا ہے کہ: بیشک کعب وہ جوڑ ہے جو قدم کے درمیان تسمہ باندھنے کے مقام پر ہے لیکن امام محمد کی یہ تفسیر وضو کے باب میں نہیں ہے بیشک یہ حج کے باب میں ہے۔

اور کسی نے فرمایا کہ یہ ہشام کی طرف سے سہو ہے۔ امام محمد نے "کعب" کی یہ تفسیر طہارت کے باب میں نہیں کی بلکہ احرام کے باب میں کی تھی۔

چنانچہ شمس الائمہ سرخسی حنفی اور امام جلال الدین خوارزمی حنفی اور علامہ ابنِ کمال پاشا حنفی لکھتے ہیں: وَهٰذا سَهو مِن هشام لَم يُرِد مُحمد رَحمَةُ الله تعالى تفْسِير الْكَعْبَين بِهٰذا فِي الطَهارة وإنما أرَادَ فِي الْمُحْرِم إذَا لَم يَجدْ نَعْلَينَ لِيَقطع خُفَّيه أسْفَل

66 شرح سُنَن أبي داؤد للعيني، كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف، ۳/ ۲۱۲

مِنَ الْكَعْبَيْنِ فأما فِي الطَّهارة فَلا شك أنّه العَظم النَاتِيء (المُتَّصِل بعَظْم السَاق) كَمَا فسّره في "الزيادات".[67]

یعنی، یہ ہشام کی طرف سے سہو ہے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے "کعبین" کی اس تفسیر کا طہارت میں ارادہ نہیں کیا ان کی مراد یہ ہے جب مُحرم کے پاس نعلین نہ ہوں تو وہ اپنے "خُفّین" کو "کعبین" کے نیچے سے کاٹ دے بہر حال کوئی شک نہیں بابِ طہارت میں مراد اُبھری ہوئی ہڈی ہے (جو پنڈلی کے ساتھ ملی ہوئی ہے) انہوں نے ایسا ہی "زیادات" میں بیان کیا ہے۔

اور علّامہ ابراہیم حلبی حنفی لکھتے ہیں: وَمَا ذَكَرَ هشام عَنْ مُحَمَّد رحمهُ اللهُ تَعالىٰ عَن الكَعْب هوَ المفْصل الذِى فِى وَسْطِ القَدَم عند مَعْقِدَ الشِّرَاك سَهْوٌ مِن هشَام، فإن محَمداً لَم يُرد بهِ تَفْسِير الكَعْب فِى الطَّهَارة وإنما أرَادَ فِى المُحْرم إذَا لَم يجد نَعْلَين يقْطَعَ خُفيه أسْفَل مِن الكَعْبيْن، فأما فِى الطَّهَارَة فهُو العَظْم النَاتِئ كَمَا فسّره فى "الزيادات"، كذا فى "الكافى".[68]

یعنی، جو ہشام نے امام محمد رحمہ اللہ سے "کعب" کے بارے میں جو روایت کیا (وہ یہ ہے) کہ (کعب) وہ جوڑ ہے جو پاؤں کے درمیان تسمہ باندھنے کے مقام پر ہوتا ہے، یہ ہشام کا سہو ہے، امام محمد نے بابِ طہارت میں "کعب" کی یہ تفسیر مراد نہیں لی بیشک انہوں نے یہ مراد لیا کہ جب مُحرم نعلین نہ پائے وہ "خُفّین" کو "کعبین"

---

67 المبسوط، كتاب الصلاة، تعليم الوضوء، ١/ ١٣، الكفاية شرح الهداية، كتاب الطهارات، تحت قوله: هو الصحيح، ١/ ٤٣، شرح الهداية لابن كمال باشا، كتاب الطهارات، تحت قوله: هو الصحيح، ق٨/ الف

68 غنية المستملى شرح منية المصلى، فرائض الوضوء، ص ١٥

کے نیچے سے کاٹ دے، بہر حال طہارت کے باب میں وہ اُبھری ہوئی ہڈی ہے جیسا کہ انہوں نے "زیادات" میں اس کی وضاحت کی ہے اسی طرح "کافی" میں ہے۔[69]

اور علامہ چلپی حنفی لکھتے ہیں: هذا سَهْو مِن هشام فإنَّ مُحمداً لَم يُرد مِنَ الكَعْب هذا المعنىٰ فِي الطَّهارةِ، لأن فسّر الكَعْب فِي بحثِ الطَهارة مِنَ "الز يَادَات" بالعَظْم النَاتِئ.[70]

یعنی، یہ ہشام کا سہو ہے بیشک امام محمد نے "کعب" کا یہ معنی بابِ طہارت میں مراد نہیں لیا اس کی دلیل یہ ہے کہ انہوں "کعب" کی وضاحت "زیادات" کے باب طہارت میں اُبھری ہوئی ہڈی سے کی ہے۔

اور علامہ شمس الدین سروجی حنفی لکھتے ہیں: ورَوى هشَام بِن عَبدالله الرَازِي عَنْ مُحمّد بْن الحَسَن، وَهُو غَلَط منه، لأن محَمداً فسّر الكَعْب فى حَقِّ المُحْرم إذا لَمْ يَجِدِ نَعْلين يلبس خفَّين يقطعهما أسْفَل من الكَعْبيْن.[71]

یعنی، ہشام بن عبد اللہ نے امام محمد بن حسن سے جو روایت کی، وہ ان کی طرف سے غلطی ہے، اس لیے کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کعب کی تفسیر مُحرم کے بارے میں کی ہے جب اس کے پاس "نعلَین" نہ ہوں وہ "خُفَّین" پہن لے اور ان کو "کعبَین" کے نیچے سے کاٹ لے۔

---

69 الكافي للنسفي، كتاب الطهارة، ١/ ٣، مخطوط مصور

70 حاشية الجلبي على شرح الوقاية، كتاب الطهارة، تحت قوله: في وسط القدم، ١/ ١٠

71 الغاية، كتاب الطهارات، ١/ ٣٩

اور علّامہ حدادی حنفی ہشام ابن عبید اللہ کی امام محمد سے روایت کے بارے میں لکھتے ہیں: والصحِيح أن مُحَمّداً إنما قَال ذٰلك فِي المحْرم بِالْحَج أنهُ يقْطَع خفَّيه بِأسْفل منَ الكعْبيْن، قَال الكَعْب ههُنَا هُو مَعْقِدَ الشِّرَاك فنقَل هشَام ذٰلِك إلىٰ الطَّهارة، ولاَ خِلاَفَ فِي الكَعْب فِي الوُضُوء بَيْن عُلَمَائنَا الثُلاَثَة أنه داخِل فِي غسْل الرِّجْلَيْن.[72]

یعنی، صحیح یہ ہے کہ بیشک امام محمد نے یہ حج کا احرام باندھنے والے کے بارے میں کہا ہے کہ وہ اپنے موزے "کعبین" کے نیچے سے کاٹ دے، فرمایا "کعب" سے مراد یہاں تسمہ باندھے کی جگہ ہے پس ہشام نے اس کو باب طہارت میں نقل کر دیا، وضو میں "کعب" کے بارے میں ہمارے تینوں ائمہ کا کوئی اختلاف نہیں بیشک وہ پاؤں کے دھونے میں شامل ہے۔

اور علّامہ سیّد ابو السعود محمد بن علی حسینی حنفی لکھتے ہیں: لِأَنَّهم ذكرُوا أن هٰذَاسَهْو مِن هشَام وَلَمْ يرد محُمد تَفْسِير الكَعْب بِهٰذافِي الطَّهَارة، وإنَّما أرَاد فِي الْمُحْرم إذَا لَمْ يجِد نعْلَين إلخ.[73]

یعنی، فقہائے کرام نے ذکر فرمایا ہے کہ یہ ہشام کا سہو ہے امام محمد نے طہارت کے باب میں "کعب" کی یہ تفسیر مراد نہیں لی انہوں نے یہ بات مُحرم کے بارے میں فرمائی ہے جب اس کے پاس نعلَین نہ ہوں۔

اور امام قوام الدین اتقانی حنفی لکھتے ہیں: إنّ ذٰلِك سَهْو عَنْ هشَام فِي نَقْلِه، لأن مُحَمّداً قَال فِي مَسْألةِ الْمُحْرم إذَا لَمْ يجِد النَعْلين ، بِحَيْث يَقْطَع

72 تفسیر الحداد، سورة المائده، ٦/ ٦، ٢/ ٣٨٧

73 ضوء المصباح شرح نور الإيضاح، كتاب الطهارة، فصل فى أحكام الوضوء، ق ١٢/ ب

خُفَّيه أَسْفَل الكَعْبَيْن، وأَشَار مُحمد بِيَده إلى مَوْضع القَطْع، فَنقَله هِشام إِلَى الطَّهارة.[74]

یعنی، بیشک یہ ہشام کی طرف سے نقل میں سہو ہے، اس لیے کہ امام محمد نے محرم کے مسئلہ میں یہ فرمایا جب اس کے پاس نعلَین نہ ہوں کہ وہ خُفَّین کو کاٹ لے" کعبَین" کے نیچے سے اور امام محمد نے اپنے ہاتھ کے ساتھ کاٹنے کی جگہ کی طرف اشارہ فرمایا اور ہشام نے اس کو طہارت کے باب میں نقل کر دیا۔

احتیاط اسی میں ہے

جب "کعب" کا اطلاق ٹخنوں اور پاؤں کے وسط میں اُبھری ہوئی ہڈی دونوں پر ہو رہا ہے اور اس بارے میں وارد ہونے والی حدیث میں کسی ایک احتمال کو مُعیّن نہیں کیا گیا کہ یہاں "کعب" کا اطلاق کس پر ہو گا تو ایسے میں ہمارے فقہاءِ کرام نے احتیاط کے پہلو کو مد نظر رکھا اور احرام کے باب میں "کعب" سے مراد پاؤں کے وسط میں اُبھری ہوئی ہڈی کو لیا۔

اس میں احتیاط کی وجہ یہ ہے کہ جب احرام کے باب میں "کعب" سے پاؤں کے اُوپر والی ہڈی مراد لیں گے تو پاؤں کا اکثر حصہ کھلا رہے گا اور ٹخنہ بھی کھلا رہے گا۔

چنانچہ امام کمال الدین ابن ہمام حنفی، علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی، علامہ سراج الدین ابن نجیم حنفی اور "بحر" کے حوالے سے علامہ طحطاوی، علامہ شامی حنفی اور علامہ عبد اللہ بن حسن عفیف کازرونی حنفی (کان حیاً ۱۰۷۸ھ) لکھتے ہیں: وَهُو الْمفصَل الَّذِي فِي وَسْطِ الْقَدم ، كَذَا روى هشَام عَنْ مُحَمّد ، بخلَافِه فِي

74 غاية البيان، كتاب الطهارات، ١/ ٥٤، تحت قوله: هو الصحيح

الوُضُوء فإنّه العَظْم النَاتِئ، أيْ المترفع وَلَمْ يعيّن فِي الحديث أحَدهمَا، لكِنْ لمَا كَانَ الكَعْب يُطْلَق عَلَيْهِمَا، حُمِل عَلَى الأوّل اِحْتِياطاً، لأنَّ الأحْوَط فِيْهَا كان أكثَر كَشفاً . واللفظ لرد المحتار .[75]

یعنی، وہ جوڑ ہے جو پاؤں کے درمیان ہوتا ہے جیسا کہ ہشام نے امام محمد سے روایت کیا ہے بخلاف اس کے جو وضو میں مراد ہے بیشک وہ اُبھری ہوئی ہڈی ہے یعنی بلند اور حدیث پاک میں دونوں میں سے کسی کو بھی مُعیّن نہیں کیا لیکن جب "کعب" کا اطلاق دونوں پر کیا جاتا ہے تو پہلی پر احتیاطاً محمول کیا ہے کیونکہ زیادہ احتیاط زیادہ کھلے میں ہے۔

اور علامہ ابنِ کمال پاشا حنفی متوفی ۹۴۰ھ لکھتے ہیں: هَذَا الْبَيَان غَير مَنْقُول عَنِ النَّبِيّ صلى الله عليه وسلم وَلَا مَأْثور عَنِ الصَّحَابة رَضِيَ الله عَنْهم، لكِن لما كَانَ الكَعْب يُطْلق عَلى كُل مِنَ الْعُضْوَيْن المذْكُورَين أخِذ فِي كُلّ مِنَ الْموضِعَين بِالإِحْتِياط ، فإنِ الاِحْتِياط فِي الْوُضُوء حَمله عَلى النَاتِئ ، وَفِي الحَج عَلى النَاتِئ المِفْصَل .[76]

---

75 فتح القدير ، كتاب الحج، باب الإحرام،تحت قوله: والكعب هنا، ٢/ ٣٤٦، البحر الرائق ، كتاب الحج ، باب الإحرام، تحت قوله: ولبس القميص إلخ، ٢/ ٥٦٧، النهر الفائق شرح كنز الدقائق، كتاب الحج ، باب الإحرام، تحت قوله: والخفّين إلا أن تجد النّعلين إلخ ،٢/ ٦٩، حاشية الطحطاوى على الدرالمختار، كتاب الحج، فصل فى الإحرام، تحت قوله: عند معقد الشّراك، ٣/ ٥٣١، ردالمحتار على الدرالمحتار، فصل فى الإحرام ، مطلب فى فيما يحن بالإحرام وفيما لا يحرم، ٣/ ٥٧٣، أقرب المسالك الى بغية الناسك، باب الاحرام، فصل فى حكم الاحرام، ق ٤٣/ ب

76 شرح الهداية لابن كمال باشا، كتاب الحج، باب الإحرام، تحت قوله: ولا خفين إلخ،(٢٤٢) مخطوط مصوّر

یعنی، یہ بیان نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں اور نہ ہی صحابہ رضی اللہ عنہم سے ماثور ہے، لیکن جب "کعب" کا اطلاق دونوں مذکور اعضاء پر ہوتا ہے تو دونوں جگہوں پر احتیاط اختیار کی گئی، پس وضو میں احتیاط اس کو اُبھری ہوئی ہڈی پر محمول کرنے میں ہے اور حج میں اُبھرے ہوئے جوڑ پر۔

وسط قدم کی ہڈی چھپانے کا حکم:

اگر ایسا جوتا یا موزہ وغیرہ پہنا کہ جس سے وسطِ قدم میں اُبھری ہوئی ہڈی چھُپ گئی تو شرعی جرمانہ بہر صورت لازم آئے گا چاہے وہ دم کی صورت میں ہو یا صدقہ۔ چار پہر یعنی بارہ گھنٹے چھپانے پر دم واجب ہو گا اور اس سے کم میں صدقہ۔

چنانچہ ملّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ اور علامہ عبد اللہ بن حسن عفیف کازرونی حنفی متوفی ۱۱۰۲ھ لکھتے ہیں: إذا لبِسها فدامَ عليها يوماً كاملاً أو ليلةً كاملةً فعليه دمٌ وفي الأقلّ أي من يومٍ أو ليلةٍ تجب صدقةٌ- [واللفظ للثاني][77]

یعنی، اگر کوئی پورا دن یا پوری رات موزے پہن لے تو اس پر دم واجب ہے اور اس سے کم میں صدقہ۔

اور صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: جوتے نہ ہوں تو موزے کو وہاں سے کاٹ کر پہنے جہاں عربی جوتے کا تسمہ ہوتا ہے اور بغیر

77 المسلك المتقسط في المسك المتوسط، باب الجنايات وأنواعها، فصل في لبس الخفين، ص٤٣٨، أقرب المسالك إلى بغية الناسك، باب الجنايات وكفّاراتها، فصل في لبس الخفين، ق ١٨٤/ ب

کاٹے ہوئے پہن لیا تو پورے چار پہر پہننے میں دَم ہے اور اس سے کم میں صدقہ اور جوتے موجود ہوں تو موزے کاٹ کر پہننا جائز نہیں کہ مال کو ضائع کرنا ہے پھر بھی اگر ایسا کیا تو کفارہ نہیں۔[78]

پھر پہننے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ بلا عذر شرعی پہنے تھے تو پہننے والا گنہگار ہو گا جس کے لئے سچی توبہ ضروری ہو گی۔

چنانچہ مُلّا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:(المحرم إذا جنَیَ عمداً بلا عذرٍ یجبُ علیه الجزاء) أی جزاءُ فعله وهو الکفّارة (والإثم) أی وتدارك إثمه وهو التوبة عن المعصیة۔[79]

یعنی، مُحرم جب بلا عُذر قصداً جُرم کرے، اُس پر کفارہ اور گناہ لازم ہو گا یعنی اُس کے گُناہ کا تدارک تو وہ معصیّت سے توبہ ہے۔

اور شیخ الاسلام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں: اگر ترک کرد یکے از آنها بطریق تعمّد آثم باشد اگرچه دم دهد و مرتفع نگردد آن اثم بغیر توبه۔ ملخّصاً[80]

یعنی، اگر واجبات میں سے کوئی واجب قصداً ترک کیا تو دم دینے کے باوجود گُنہگار ہو گا اور یہ گُناہ بغیر توبہ معاف نہ ہو گا۔

اور اگر کسی عُذر کی وجہ سے پہنے تھے تو پہننے والا گنہگار نہیں ہو گا۔

---

78 بہار شریعت، حج کا بیان، جرم اور ان کے کفارے کا بیان، ۱/۶/۱۱۷۰

79 المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب الجنایات وأنواعها، ص۴۲۲

80 حیات القلوب فی زیارة المحبوب، فصل سیوم در بیان فرائض وواجبات وسنن ومستحبّات إلخ، ص۴۵

چنانچہ علامہ عبدالرحمٰن بن محمد بن محمد عمادی حنفی متوفی۱۰۵۱ھ لکھتے ہیں:كذا إذا لبس مخيطاً أو ستر رأسه يوماً كاملاً فعليه دمٌ سواءٌ لبسه لعذر أو لغير عذر لكنّه لغير عذر يكون آثماً۔[81]

یعنی،اسی طرح اگر کوئی پورادن سلاہوالباس پہنے یااپناسر ڈھانپے تواُس پر دم واجب ہے چاہے کسی عُذر کی وجہ سے پہنے یابغیر عُذر کے، لیکن بغیر عذر پہننے پر وہ گُنہگار ہو گا۔

قاعدہ

مندرجہ بالا بحث سے ہمیں ایک قاعدہ ملتاہے وہ یہ کہ پاؤں میں پہننے کی ہر وہ چیز کہ جس سے پاؤں کے وسط میں اُبھری ہوئی ہڈی اور اس کے محاذی جو پاؤں کا حصہ ہے جیسے ٹخنے وغیرہ نہ چھُپیں اس کانام کچھ بھی ہو پہننا جائز ہے۔

چنانچہ علاّمہ زین الدین ابن نُجیم حنفی اور ان کے حوالے سے علامہ عبداللہ بن حسن عفیف کازرونی حنفی (کان حیاً۱۰۷۸ھ) لکھتے ہیں: فالحَاصِل:أنه يَجُوز لُبس كُل شَئٍ فِي رِجْله لا يغطِّي الكَعْب الّذِي فِي وَسْطِ القَدم.[82]

یعنی،حاصل کلام یہ ہے کہ پاؤں میں ہر وہ چیز پہننا جائز ہے جس سے پاؤں کے درمیان والا "کعب" نہ چھپے۔

81 المستطاع من الزاد لأفقر العباد ابن العماد،فصل فی جنايات الإحرام،ق۳٤/ الف

82 البحر الرائق شرح كنز الدقائق، كتاب الحج، باب الإحرام، تحت قوله: ولبس القميص إلخ، ۲/ ٥٦٧، أقرب المسالك الى بغية الناسك، باب الاحرام ، فصل فی حكم الاحرام، ق ٤۳/ ب

اور علامہ شرنبلالی حنفی لکھتے ہیں: فَيَجوز لُبْس كُل شَیء فِی رِجله لَا يغطِی الكَعْب۔[83]

یعنی، پس ہر وہ چیز جو "کعب" کو نہ چھپائے اس کا پاؤں میں پہننا جائز ہے۔

اور علّامہ شامی حنفی لکھتے ہیں: فَيجوز إلخ: تَفْرِيع عَلی مَافُهِم ممَّا قَبْله وهُو جوازُ لُبْس مَا لَا يُغطِی الكَعْبَ الَّذِی فِی وَسط القَدَم.[84]

یعنی، یہ تفریع ہے اس پر جو اس سے پہلے عبارت سے سمجھا گیا اور وہ یہ کہ پاؤں کے درمیان والے کعب کو جو چیز نہ چھُپائے اس کا پہننا جائز ہے۔

اور جو چیز پاؤں کے وسط کی اُبھری ہوئی ہڈی کو چھُپا دے اس کا پہننا جائز نہیں۔ چنانچہ علّامہ رحمت اللہ سندھی حنفی اور اُن کے حوالے سے علّامہ حسن شاہ مکی لکھتے ہیں: وَلُبْسُ الخُفَّيْنِ والجَورَبَين وكُلُّ مَا يوَارِی الكَعْبَ الَّذِی عِنْد مَعقدِ الشِّرَاك.[85]

یعنی، موزوں اور جرابوں کا پہننا (جائز نہیں) اور ہر وہ چیز جو "کعب" کو چھُپا دے جو تسمہ باندھنے کے مقام پر ہوتا ہے۔

---

83 غنية ذوی الأحكام فی بغية دررالحكام، كتاب الحج، باب الإحرام، تحت قوله: فيقطع إلخ، ١/ ٢٢٢

84 ردالمحتار علی الدرالمختار، كتاب الحج، فصل فی الإحرام، مطلب: فيما يحرم بالإحرام وما لا يحرم، ٣/ ٥٧٢

85 لباب المناسك، باب الاحرام، فصل فی محرمات الإحرام، ص٩٧، غنية الناسك، باب الإحرام، فصل فی محظورات الإحرام إلخ، ص٨٧

اور علّامہ طاہر سنبل مکی حنفی لکھتے ہیں: والحَاصِل: ما غَطی الکَعْب فلا یَجُوز لِلرَجُل لُبْسه، ومَا لَا یغطِیه یَجُوز.[86]

یعنی، خلاصہ یہ ہے کہ جو چیز کعب چھپائے اس کا پہننا مرد کے لیے جائز نہیں ،اور جو نہ چھپائے اس کا پہننا جائز ہے۔

اور علّامہ احمد آفندی اسلامبولی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ "محرّماتِ احرام" میں لکھتے ہیں: کلّ مَایُغطّی معقَد الشِّراك الّذِی فی وَسطِ وَجهِ القَدمِ.[87]

یعنی، ہر وہ (چیز پہننا جائز نہیں) جو تسمہ باندھنے کی جگہ کو چھپادے جو پاؤں کے اُوپر والے حصہ کا درمیان ہے۔

ٹخنوں کا حکم

ہر ذی شعور جانتا ہے کہ جب موزے کو وسطِ قدم والی اُبھری ہوئی ہڈی کے نیچے کاٹا جائے گا تو ٹخنے ظاہر ہوں گے کیونکہ جب مذکورہ مقام سے موزہ کٹے گا تو اس میں اُبھری ہوئی ہڈی کے ساتھ ساتھ وضو میں دھوئے جانے والے ٹخنوں کا ظاہر ہونا بدیہی امر ہے صرف اُبھری ہوئی ہڈی کا ظاہر کرنا کافی نہ ہو گا۔ فقہائے کرام نے اس کی تصریح بھی کی ہے کہ موزے کاٹنے سے مراد صرف اتنی جگہ ہی مراد نہیں بلکہ اس کے اُوپر پنڈلی تک کی جگہ کا کُھل جانا ضروری ہے اور جب اس طور پر موزہ کاٹا جائے تو ٹخنہ ضرور ظاہر ہو گا کیونکہ ٹخنہ وسطِ قدم کی ہڈی سے اُوپر کی طرف پنڈلی کے

---

86 حاشیة ضیاء الأبصارعلی منسك الدرالمختار، کتاب الحج، فصل فی الإحرام، محرمات الإحرام، ص ۸۷

87 تحفة الناسك فی بیان المناسك علی مذهب الإمام الأعظم ،فصل فی بیان مایباح للمحرم وما یکون له وما یحرم علیه، ص۳۸

زیادہ قریب ہوتا ہے لہٰذا جب وسطِ قدم کی ہڈی کے نیچے سے پنڈلی تک موزہ کاٹا جائے تو ٹخنہ ضرور ظاہر ہوگا۔

چنانچہ علامہ شامی حنفی لکھتے ہیں: وَالمراد قَطْعهمَا بِحَيْث يَصِير الْكَعْبان وَمَا فَوْقَهما مِن السَاقِ مَكْشُوفًا لَا قَطْع مَوْضع الكَعْبين فَقَط كَمَا لَا يَخْفى. [88]

یعنی، اور ان دونوں کو کاٹنے سے مراد یہ ہے کہ دونوں (پاؤں) کے "کعب" اور ان دونوں کے اُوپر پنڈلی تک کُھل جائے نہ کہ صرف "کَعبَین" کی جگہ ہی سے کاٹا جائے جیسا کہ یہ ظاہر بات ہے۔

اور امام اہلسنّت امام احمد رضا حنفی کی وہ عبارت جو آپ نے ایڑیوں کے بیان میں علّامہ شامی کے ردّ میں لکھی ہے اسی کو ظاہر کرتی ہے کہ حالتِ احرام میں پاؤں میں ایسی چیز پہنی جائے جو وضو میں دھوئے جانے والے ٹخنوں کو نہ چُھپائے۔ اُسی میں آپ لکھتے ہیں: فَإِذَا بَقِي مَكْشُوفاً مِن كُلّ جَانِب جَازَ سِتْر مَا وَقَع تَحْته مِن الصَدْر وَالعَقب والأطْرَاف جَمِيْعًا. [89]

یعنی، اور جب یہ (کعب) ہر طرف سے کُھل گیا تو اس حصہ کا چُھپ جانا جائز ہے جو اس سے نیچے کی طرف ہے (یعنی پاؤں کے) سامنے کا حصہ اور ایڑی اور تمام اطراف۔

ایڑیوں کا حکم

---

88 ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الحج، فصل فی الإحرام، مطلب: فیما یحرم بالإحرام وما لا یحرم، ۳/ ۵۷۲

89 جدّالممتار علی ردالمحتار، کتاب الحج، باب الإحرام وصفۃ المفردبالحج، برقم: ۲۲۳۰، ٤/ ۳۱۳

اب رہا ایڑیوں کا حکم کیا انہیں چھپانا جائز ہے یا ظاہر کرنا ضروری ہے تو علامہ شامی حنفی نے فرمایا کہ ظاہر کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں: لأنّ الصَرمة المعْرُوفَة الآن هِيَ الَتِي تَشُدّ فِي الرِجْل مِن العَقب وَتَستره ، وَالظَاهِر أنّه لايَجُوْز ستْره، فيجب إذا لَبِسَها أنْ لَا يشُدّ مِنَ العَقب.[90]

یعنی، اس لیے کہ صرمۃ معروفہ جس کو آدمی پاؤں میں ایڑی کے پیچھے سے باندھتا ہے اور اس کو چھُپا دیتا ہے ظاہر یہ ہے کہ اس کا چھُپانا جائز نہیں ہے پس واجب ہے جب وہ ان کو پہنے تو پیچھے سے نہ باندھے۔

مگر امام اہلسنّت امام احمد رضا حنفی متوفی ۱۳۴۰ھ نے اس مقام پر علامہ شامی کا ردّ فرمایا چنانچہ لکھتے ہیں کہ :قوله: وَالظَاهِر أنّه لايَجُوْز ستْره : ف : لَا يَجُوْز لِلرَجُل سِتْر العَقب.

أقُول: بَلِ الظَاهِر خِلَافه عَلى مَا اقْتَضَاه ثَنيا الحُدِيث (فَلْيَقْطَعْهُمَا حَتّٰى يَكُوْنَا أسْفَل مِنَ الكَعْبيْن) وَقَدْ فُسِّرا هَاهُنَا بِمَعْقِد الشرَاك فِي وَسط الرِجل، وَهُوَ مَفْصِل السَّاق والقَدَم فَإِذَا بَقِى مَكْشُوفاً مِن كُل جَانِب جَازَ سِتْر مَا وَقَع تَحْته مِن الصَدْر والعَقب والأطرَاف جَمِيعا فِيما ظَهرَ لِي، وَاللهُ تَعالىٰ أعْلم.[91]

یعنی، میں کہتا ہوں بلکہ ظاہر اس کا خلاف ہے جس کا تقاضا حدیث پاک کا استثناء کر رہا ہے (کہ موزے کاٹو حتی کہ اُبھری ہوئی ہڈی سے نیچے تک ہو جائیں) اور "کعب" کی تفسیر یہاں پاؤں کے درمیان تسمہ باندھنے کے مقام سے کی گئی ہے اور وہ

90 ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الحج، فصل فی الإحرام، مطلب: فیما یحرم بالإحرام وما لا یحرم، ۳/ ۵۷۲

91 جدّالممتار علی ردّالمحتار ، کتاب الحج، باب الإحرام وصفة المفردبالحج، برقم: ۲۲۳۰، ۴/ ۳۱۳

پنڈلی اور قدم کا جوڑ ہے اور جب یہ (کعب) ہر طرف سے کُھل گیا تو اس کا چُھپ جانا جائز ہے جو اِس سے نیچے کی طرف ہے سامنے کا حصہ اور ایڑی اور تمام اطرف۔

اور علامہ محمد حسن شاہ مکی حنفی متوفی ۱۳۷۶ھ لکھتے ہیں: فَما فِی رَدالْمحتار: وَالظَاهِرأَنّه لایَجُوْز سَتْر العَقب اھ. و یَتَفَرع عَلَیْه عَدْم جَوَاز لُبْس الکَوْش الهِنْدی ونَحْو مما یَسْترالعَقب، لَیْس بِظَاهِر.[92]

یعنی، اور جو "ردّ المحتار" میں ہے ظاہر یہ ہے کہ ایڑی کا چُھپانا جائز نہیں اور اسی سے یہ مسئلہ لیا ہے کہ کوش ہندی کا پہننا جائز نہیں اور ہر وہ جو ایڑی کو چھپا دے، یہ ظاہر نہیں ہے۔

اور یہ بات درست بھی ہے کہ جب موزے کو اُبھری ہوئی ہڈی کے نیچے سے کاٹ دیا جائے اور ایڑی بھی ظاہر کر دی جائے تو ایسا موزہ پہن کر چلا نہیں جا سکتا اس لئے ضروری ہے کہ موزے کا اتنا حصہ ایڑی پر رہے جو موزے کو پاؤں سے نکلنے نہ دے۔

جوتے

کُتُبِ فقہ میں مختلف قسم کے جوتوں کا ذکر ہے جن کا پہننا مُحرم کے لئے مباح ہے یہاں پر ان جوتوں کی تفصیل بیان کی جاتی ہے تا کہ یہ مسئلہ مزید واضح ہو جائے، کتب فقہ کے مطالعہ کے دوران جن جوتوں کے نام نظر سے گزرے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

92 غنیة الناسك فی بغیة المناسك، باب الإحرام، فصل فی محرمات الاحرام ومحظوراته الخ، ص:۸۷

"_(1) النَّعل(2) الحِذَاء(3) التَّاسُوم أو التَّاسُومه (4) المِدَاس (5)الجَمجَمُ(6) المِكْعَبُ (7) المُصَندَلَةُ (8) الصَّندَلَة (9) التَّمْشك(10) الشَّمُسك (11) الجُمُشك (12) المِشَكُّ (13) الزَّرمُوجَةُ(14) السَّرمُوزَةُ (15) الزَّرمُوزَةُ/ الصِّرمَةُ (16)الشَّرمُوزَةُ (17) الصِّرمَايَة مَكّى (18)الصِّرمَايَة غيرمَكّى(19)بَابُوج مَكّى(20)بَابُوج غيرمَكّى (21)المِيثَمُ(22)الشُّمُشكَر (23)الجَخِيْم، (24)كُوْش هِنْدِى

(1) النَّعلُ: تسمہ دار چپل یا سینڈل

علاّمہ احمد بن محمد بن علی مقری فیومی متوفی ۷۷۰ھ لکھتے ہیں: النَّعلُ : الحذَاء وهِي مؤنثةٌ وتُطلق على التَّاسوم والجَمع أنعَلٌ ونِعالٌ ، مثل سهمٍ وأسهمٍ و سهامٍ .[93]

یعنی، نَعل جوتا اور یہ مؤنث ہے اور چپل پر اس کا اطلاق کیا جاتا ہے اور اس کی جمع أنْعَل اور نِعَال کے وزن پر آتی ہے جیسے سَہْم سے اَسْہُم اور سِہام۔

اور علاّمہ ابوالفضل جمال الدین ابن منظور افریقی مصری لکھتے ہیں: قَال الجَوهرى: النَّعلُ الْحِذاء، مؤنثة وتصْغِيرُها نعليةٌ.[94]

یعنی، جوہری نے کہا نَعل یعنی جوتا یہ مؤنث ہے اور اس کی تصغیر نعلیة آتی ہے۔

اور علاّمہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں: قوله نعلَين: تثنيةُ نعلٍ، هو الحِذَاء، بكسر الحاء و بالمدّ، يقال: احتذى إذا انتعلَ: وهى مؤنثة.[95]

---

93 المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر، کتاب النون، ص ۳۲۲

94 لسان العرب، فصل فی النون، ۱۱/ ٦٦٧

95 عمدة القارى شرح صحيح البخارى، كتاب الوضوء، باب غسل الرجلين إلى الكَعْبيْن، ۲/ ۳۱۵

یعنی، نعلَین یہ نعل کی تثنیہ ہے وہ جوتا ہے "ح" کی زیر کے ساتھ اور مد کے ساتھ کہا جاتا ہے احتذی جب کوئی جوتا پہنے اور یہ مؤنث ہے۔

اور مُحرم کو اسی کے استعمال کا حکم دیا گیا ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

روی عَن ابْن عُمر أنّ النّبي صَلى الله عليه وسلم قال: لِيُحْرِم أحدُكُم فِي إزَارٍ وَرِدَاءٍ وَنَعْلَين رواه أحمد.[96]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا احرام باندھے تم میں سے کوئی تہبند، چادر اور دو چپل میں۔

(2) الحِذَاءُ:

حِذَاء، نَعل کی مثل ہے جیسا کہ مندرجہ بالا سطور میں ہے۔

(3) التَّاسُوم أو التَّاسُومة:

یہ نعل ہی کا نام ہے جیسا کہ علّامہ احمد قیومی کی "المصباح المنیر" میں اور علّامہ محمد طاہر گجراتی کی "مجمع بحار الأنوار" کی عبارت سے ظاہر ہے۔ چنانچہ علّامہ محمد طاہر صدیقی گجراتی متوفی ۹۸۶ھ لکھتے ہیں: النّعلُ مؤنثةٌ وهِي التي تَلبَس فى المشى، يُسمّى الآن تَاسُومة.[97]

یعنی، نعل یہ لفظ مؤنث ہے جس کو پیدل چلتے وقت پہنا جاتا ہے اسے اب "تاسومہ" کہا جاتا ہے۔

---

96 حاشية الحباب على شرح لباب المناسك وعباب المسالك، باب الإحرام، تحت قوله: والنعلين، ق ٣٦/ الف، مسند الامام احمد بن حنبل، مسند المكثرين من الصحابة، مسند عبدالله بن عمر رضي الله عنهما، ٨/ ٥٠٠، رقم الحديث: ٤٨٩٩

97 مجمع بحار الأنوار، حرف النون، باب نع، ٤/ ٧٥٧

"تاسومة" کا حکم بیان کرتے ہوئے علّامہ شمس الدین سروجی لکھتے ہیں: و یَلبَس التَّاسومه. ملخصاً[98]

یعنی، محرم تاسومہ پہنے۔

(4) المِدَاسُ:

علّامہ احمد بن محمد بن علی مُقری فیومی متوفی ۷۷۰ھ لکھتے ہیں: اَلّذِی یَنتعلُه الإنسان ، فإن صحَّ سماعُه، فقیاسُه کسر المیم،لأنه آلةٌ وإلّا فالکسر أیضاً حملاً علی النَّظائر الغالبةِ من العربیّةِ ویجمع علی أمدِسةٍ مثل: سلاحٍ وأسلحةٍ.[99]

یعنی، اگر اس کا سماع درست ہے تو قیاس میم کی زیر کے ساتھ ہے اس لیے کہ یہ آلہ ہے اور اگر یہ آلہ نہ ہو تو بھی زیر ہی ہو گی عربی زبان کی زیادہ مثالوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے، اس کی جمع اَمْدِسةٍ آتی ہے جیسے سلاح کی اَسلحہ۔

اور علّامہ شامی نے "مِداس" کے بارے میں لکھتے ہیں : النَّعلُ: هو المِداسُ بِکَسْرِ المِیم ، وهُو مَا یَلبسه أهلُ الحَرَمَین مِمّن لَه شِراکٌ.[100]

یعنی، نعل وہ مِداس ہے میم کے کسرہ کے ساتھ، اور وہ ہے جس کو حرمین شریفین والے پہنتے ہیں جس کا تسمہ ہوتا ہے۔

اور "مِداس" کا حکم بیان کرتے ہوئے علّامہ ابو الحسن علاء الدین علی ابن بلبان فارسی حنفی متوفی:۷۳۹ھ لکھتے ہیں: و یَلبسُ المِداسَ.[101]

---

98 الغاية ، کتاب الحج، باب الإحرام، تحت قوله: و یلبس ضمیصاً إلخ، ۸/ ۲۰۲

99 المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر، کتاب الدال، ص۱۱۲

100 ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الحج، فصل فی الإحرام، مطلب فیما یحرم بالإحرام ما لا یحرم، ۳/ ۵۷۲

یعنی، اور (مُحرِم) مداس پہنے۔

اور علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی نے "مِداس" کو مباحاتِ احرام میں ذِکر کیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں: ولبسُ المِداسِ.[102]

یعنی، اور مداس پہننا (مباح ہے)

اور علامہ ابن الضیاء حنفی لکھتے ہیں: يَجُوز للمُحرم لُبْس المكعبِ وهُو الشَّر موزة ، والمِداسُ ، والجخيمُ والتُّمشكُ: وهى والشرموزة البغدادية.[103]

یعنی، محرم کے لیے جائز ہے "مکعب" کا پہننا اور وہ شر موزہ ہے اور مداس، جخیم اور تُمشک اور یہ شر موزہ بغدادی ہے۔

اور شیخ الاسلام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ مُحرّمات احرام کے بیان میں لکھتے ہیں: اما مِداس یعنی کفش عربی که فروتر باشد از کعب پس جائز است محرم راپوشیدن آنها نزد ما خلافاً للشافعی۔ ملخصاً.[104]

یعنی، مِداس سے مراد کفش عربی ہے کہ کعب (وسطِ قدم کی ابھری ہوئی ہڈی) سے نیچے ہو تو ہمارے نزدیک مُحرِم کے لئے اُسے پہننا جائز ہے برخلاف امام شافعی کے۔

=

101 عمدة المسالك، باب الجنايات، فصل اللبس، ص٣٠٨

102 لباب المناسك، باب الإحرام، فصل فى مباحاته ص ١٧٤

103 البحر العميق ، الباب الثامن: فى الجنايات وكفاراتها، الفصل الأول: حكم اللبس، ٧٩٧/٢

104 حيات القلوب فى زيارت المحبوب ، باب اول، در بيان احرام ، فصل ششم در بيان محرمات احرام ومحظورات آن، ص ٨٧

اور مُباحاتِ احرام کے بیان میں لکھتے ہیں: وازانہا است لُبس مِداس اعنی کفش عربی کہ فروتر باشد از کعب۔[105]

یعنی، مِداس سے میری مراد کفش عربی ہے جو (وسط قدم میں اُبھری ہوئی ہڈی) سے نیچے ہو۔

(5) الجَمجَمُ:

علّامہ مُلّا علی قاری لکھتے ہیں: الجمجم بِفتح الجِیمَین معرّب المِداس علی مافی "القاموس".[106]

یعنی، جمجم یہ مِداس کا معرب ہے جیسا کہ قاموس میں ہے۔[107]

اور علّامہ ابو منصور محمد بن مکرم کرمانی حنفی متوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں: لأنه حینئذٍ بمنزلة المِداس و الصندل والجمجم، ویجوزُ لُبس هذه الأشیاء مع وُجود النّعلَین فکذا هنا.[108]

یعنی، اس لیے کہ اب یہ مِداس اور صندل اور جمجم کی طرح ہے اور ان اشیاء کا پہننا نَعلین کے موجود ہوتے ہوئے بھی جائز ہے۔

اور علّامہ رحمت اللہ سندھی لکھتے ہیں: وله أن یَلبسَ المِدَاس النجلَ والجمجمَ......مع وُجود النّعلَین.[109]

---

105 حیات القلوب فی زیارت المحبوب، باب اول، در بیان احرام، فصل هشتم در بیان مباحات احرام، ص ۹۷

106 المسلك المقسط، باب الإحرام، فصل فی مباحات الإحرام، ص ۱۷٤

107 القاموس المحیط، باب المیم، فصل الجیم، جلد۲، صفحه ۱٤۳۷

108 المسالك فی المناسك، فصل فی موجب جنایة لبس البدن، ۲/ ۷۰۱

109 جمع المناسك ونفع الناسك، باب الإحرام، فصل فی بیان ما یحرم علی للمحرم، ص۱۰۱، مطبوعة: المطبعة المحمودیة، القسطنطنیة، ۱۲۸۹ھ

یعنی، اس کے لیے جائز ہے کہ وہ مِداس، نَجل، اور جُمجم پہنے نعلین کے ہوتے ہوئے بھی۔

اور علامہ ابنِ بلبان حنفی لکھتے ہیں: و یَلبسُ المِداسَ والجمجمَ.[110]

یعنی، اور وہ (مُحرم) مداس اور جُمجم پہنے۔

(6) المکْعَب:

علامہ فیومی لکھتے ہیں: المِکْعَب: وِزان مِقودِ المِداس لایبلغُ الکَعْبیْن غیرُ عربی.[111]

یعنی، مِکعَب مِقْود کے وزن پر ہے جو "کعبین" تک نہ پہنچے، غیر عربی ہے۔

اس کا حکم بیان کرتے ہوئے علّامہ ابو زید عبد اللہ ابن عمر دبوسی حنفی متوفی ۴۳۰ھ لکھتے ہیں: ولهذا أبَحنا لِلمُحرم لُبس المکَاعِب مختاراً خلافاً لِبعْض، لأنَّ النّبی صلی الله علیه وسلم أباحَ لُبسَ الخفَّین إذا قَطعهما حال عدم النَّعلَین۔[112]

یعنی، اور اسی لیے ہم نے مُحرم کے لیے مکاعب پہننا مُباح قرار دیا مختار قول کے مطابق کچھ کے اختلاف کے باوجود اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خُفَّین کا پہننا مباح فرمایا جب اُن دونوں کو کاٹ دے، جب نعلَین نہ ہوں۔

110 عمدۃ السالك، باب الجنایات، فصل للبس، ص ۳۰۸

111 المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر، کتاب الکاف، ص ۲۸۷

112 کتاب المناسك للأسرار، مسائل اللبس، ص ۲٤٤

اورامام عزّالدین ابن جماعہ متوفی ۷۶۷ھ لکھتے ہیں: وقَد حكَينا فيما تقدّم عن الحنفية جواز لُبس المِكْعَب إلخ.[113]

یعنی، جو پیچھے گزرا اُس میں ہم نے بیان کیا کہ احناف کے نزدیک مِکعب پہننے کا جواز ہے۔

اور امام کمال الدین ابنِ ہمام حنفی اور ان کے حوالے سے علّامہ سراج الدین ابن نجیم لکھتے ہیں :وعَن هذا قَال المشائخ: يجوزُ للمُحرِم لُبس المِكعَب ، لأن البَاقي مِن الخُفِّ بَعد القَطْع كذلِك مِكْعَب.[114]

یعنی، مشائخ نے فرمایا، مُحرم کے لیے مِکعَب پہننا جائز ہے اس لیے موزہ کو کاٹنے کے بعد باقی جو بچتا ہے اسی طرح مِکعَب ہوتا ہے۔

اور امام اہلسنّت امام احمد رضا حنفی متوفی ۱۳۴۰ھ لکھتے ہیں:ثم رأيت في "اللباب" التَصْريح بِجوَاز لُبْس المِكعَب ، قال الشارح: (وَهُو الكُوش الهِنْدى الذِى لا يُغطّى كعبَ الإحْرام) اهـ. ولا شَك أنه يَستُر العَقب ،فالصواب ما استظهرتُه، ولله الحمد۔[115]

یعنی، پھر میں نے "لباب" میں مِکعَب کے پہننے کے جواز کی تصریح دیکھی، شارح نے فرمایا(وہ کوش ہندی ہے جو احرام والے کعب کو نہیں چھپاتا) اوراس بات میں شک

113 هداية السالك، الباب الثامن في محرمات الإحرام وكفاراتها، ۲/ ۵۷۶

114 فتح القدير ، كتاب الحج، باب الإحرام، النهرالفائق شرح كنز الدقائق، كتاب الحج، باب الإحرام ، ۲/ ۱۶۹

115 جدالممتار على ردالمحتار ، كتاب الحج، باب الإحرام وصفة المفردبالحج، برقم: ۲۲۳۰، ۴/ ۳۱۳

نہیں کہ وہ ایڑی کو چھُپا دیتا ہے صواب وہی ہے جس کو میں نے ظاہر قرار دیا ہے اور اللہ ہی کے لیے شکر ہے۔

اور علّامہ ابن الضیاء حنفی لکھتے ہیں: يَجُوز لِلمُحرم لُبس المِكعَب.[116]
یعنی، مُحرم کے لیے مِکعَب کو پہننا جائز ہے۔

اور علّامہ رحمت اللہ سندھی اور مُلّا علی قاری مُباحاتِ احرام کے بیان میں لکھتے ہیں: والمِكْعَب وهُو الكَفْشُ الهِندى الذِى لا يُغطّى كَعبَ الإحرامِ.[117]
یعنی، مِکعب وہ کفش ہندی ہے جو احرام والے کعب کو نہیں چھُپاتا۔

(7) المصنْدَلَةُ:

علّامہ حباب یحیٰ بن صالح مکی حنفی (کان حیاسنة۱۱۶۶ھ) لکھتے ہیں: وفی البحر العميق: المصندلةُ المِكعَب ١هـ.[118]
یعنی، "بحر عمیق" میں ہے مُصندلہ مِکعَب ہے۔

اور علّامہ رحمت اللہ سندھی اور مُلّا علی قاری مباحاتِ احرام کے بیان میں لکھتے ہیں: والمصندلة: بِصيغَةِ المَجْهُول ، وفِي البَدائع: رَخصَ مَشَايخُنا

116 البحرالعميق ، الباب الثامن: فى الجنايات وكفاراتها، الفصل الأول: حكم اللبس، ٢/ ٧٩٧

117 اللباب المناسك والمسلك المتقسط ، باب الإحرام ، مباحات الإحرام ، ص ١٧٤

118 البحر العميق، الباب السابع فى الاحرام ،الفصل السابع فى بيان مايحرم على المُحرم وما يباح له، ٢/ ٦٩٧

المتأخرون فى لُبس المُصندلةِ قياساً عَلى الخُفّ المقطوع لأنّه فى مَعْنَاه.[119]

یعنی، مصندلہ صیغہ مجہول کے ساتھ، اور بدائع میں ہے ہمارے متاخرین مشائخ نے کٹے ہوئے موزہ پر قیاس کرتے ہوئے مصندلہ پہننے کی رخصت دی ہے کیونکہ یہ بھی اس جیسی ہی ہے۔

(8) الصَّنْدَلَةُ:

اور علّامہ علاؤ الدین کاسانی حنفی متوفی ۵۸۷ھ اور ان کے حوالے سے علّامہ رحمت اللہ سندھی حنفی نقل کرتے ہیں: رَخّص بعض مَشَايخنَا المُتأخِرون لُبس الصَّنْدلةِ قِياساً عَلى الخُفِّ المَقطُوع، لِأنه فى مَعْناه.[120]
یعنی، ہمارے کچھ متاخرین مشائخ نے صندلہ کے پہننے کو جائز قرار دیا ہے کٹے ہوئے موزہ پر قیاس کرتے ہوئے کیونکہ یہ بھی اسی کی طرح ہے۔

اور علّامہ علی بن محمد اسبیجابی حنفی متوفی ۵۳۵ھ لکھتے ہیں: ولَا بَاس بأن يَلبَس الصَّنْدلةَ لأنّها بِمَنزِلةِ النَّعْلَين.[121]

یعنی، صندلہ پہننے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ کہ نعلین کی طرح ہی ہے۔

---

119 لباب المناسك والمسلك المتقسط، باب الإحرام، مباحات الإحرام، ص ١٧٤

120 بدائع الصنائع، كتاب الحج، فصل: أما بيان ما يحظره الإحرام، وما لا يحظره، ٢/٢٧٧، جمع المناسك ونفع الناسك، باب الإحرام، فصل فى بيان ما يحرم على للمحرم، ص١٠٤

121 شرح مختصر الطحاوى للأسبيجابى، كتاب المناسك، باب ما يجتنبه الحرم، ق٩٨/ الف، مخطوط مصوّر

امام ابو المحاسن ظہیر الدین حسن بن علی مرغینانی حنفی متوفی ۵۰۶ھ لکھتے ہیں:ولا بأس يلبس الصندلة.[122]

یعنی، صندلہ پہننے میں کوئی حرج نہیں۔

(9) التُمُشْكُ:

اور علّامہ ناصر الدین بن عبد السید خوارامی مُطرّزی متوفی ۶۱۰ھ لکھتے ہیں:التُمُشك الصَّنْدلةُ ، وقَد يُقال بِالجِيم. (التمشك لغةٌ بَغدادِيةٌ بضمّ الأوّل والثّانِي وسُكُون الثّالث).[123]

یعنی، تُمشک صندلہ ہے اور کبھی جیم کے ساتھ جُمشک کہا جاتا ہے۔

"مبسوط سرخسی" کے حوالے سے علّامہ امام قوام الدین محمد بن بخاری حنفی متوفی ۷۴۹ھ یوں لکھتے ہیں: ولِهذا قَال المُتأخرونَ مِن مشَائِخنَا لَا بَأسَ لِلمُحْرم أن يَلبسَ التُمُشك، لأنه لَا يَسترُ الْكَعْب فَهو بِمنزلِة النَّعلَين، والتُمُشك لُغةٌ بَغدادِيةٌ بضَم الأوّل والثّانِي وسُكُون الثّالث.[124]

یعنی، اسی وجہ سے ہمارے متاخرین مشائخ نے فرمایا مُحرم کے لیے تُمشک پہننے میں کوئی حرج نہیں، اس لیے کہ وہ کعب کو نہیں چھپاتی اور یہ نعلین کی طرح ہی

---

122 الفتاوىٰ الظهيرية، كتاب الحج، الفصل الرابع فى الإحصار والجنايات ، النوع الثالث: فيما يجب على المحرم أجتنابه، ٢/ ق١٠٥/ ألف: مخطوط مصوّر

123 المغرب فى ترتيب المعرب،حرف التاء مع الميم ، ١/ ١٠٧

124 معراج الدراية، شرح الهداية، كتاب الحج، باب الإحرام، تحت قوله: ولا يشير إليه، ٢/ ق١٤٢/ ألف، مخطوط، مصوّر ، المبسوط للسرخسى ، كتاب الحج، باب مايلبسه المحرم من الثياب، ٤/ ١٢٧

ہے اور تمشک بغداد کی زبان ہے پہلے اور دوسرے حرف کی پیش اور تیسرے کے سکون کے ساتھ۔

اور علّامہ ابن الضیاء حنفی لکھتے ہیں: يَجوزُ لِلمُحرم لُبْس المِكعَب وهُو الشّر مُوزَةُ ، والمِدَاسُ ، والجخيمُ والتُّمُشك: وهِي الشّرمُوزَة البَغدَادِية.[125]

یعنی، مُحرم کے لیے مکعب پہننا جائز ہے اور وہ شر موزہ ہے، اور مداس، جخیم اور تمشک پہننا بھی اور یہ شر موزہ بغدادیہ ہے۔

(10) الشُّمُسْكُ:

علّامہ رحمت اللہ سندھی اور مُلّا علی قاری مباحاتِ احرام کے بیان میں لکھتے ہیں: الشُّمُسك : وهُو السّرمُوزة البَغْدادِية الّتي لَاتُغطّي الكعْب .[126]

یعنی، یہ سر موزہ بغدادیہ ہے جو کعب کو نہیں چھپاتی۔

(11) الجُمُشْكُ

علّامہ مطرّزی نے "التمشک" کے تحت لکھا کہ: وقَد يُقَال : بِالجِيم (أي الجُمُشك) یعنی کبھی جیم کے ساتھ بولا جاتا ہے اور تُمشك کو مُصندله بتایا ہے جیسا کہ "التُّمُشْك " کے تحت مذکور ہے اور "مُصندله" کا حالت احرام میں پہننا جائز ہے۔

125 البحر العميق ، الباب الثامن: في الجنايات وكفاراتها، الفصل الأول: حكم اللبس، ٢/ ٧٩٧

126 لباب المناسك والمسلك المتقسط ، باب الإحرام ، مباحات الإحرام ، ص ١٧٤

اور "الجُمُشْكُ " کا حکم بیان کرتے ہوئے علامہ ابوالحسین احمد بن محمد قدوری حنفی متوفی ۴۲۸ھ لکھتے ہیں: وقَد أصحابُنا المُتأخِّرُون عَلى هَذا القِياس : إنّ المُحرِمِ إذا لَبِس الجُمُشك بجاز، لأنّهُ فِي حُكْم الخَفّ المَقطُوع.[127]

یعنی، ہمارے متأخرین اصحاب نے اس پر قیاس کرتے ہوئے کہا کہ مُحرم جب "جُمشک" پہنے تو یہ جائز ہے اس لیے کہ یہ کٹے ہوئے موزے کے حکم میں ہے۔

(12) المِشَكُ

علّامہ حسن بن علی سغناقی حنفی لکھتے ہیں: وَعَلى هَذَا قَال المُتأخِّرُون لَا بأسَ لِلمُحْرم بأن يَلْبَس المشكَ ، لأنه لَا يَستر الكَعْب ، فَهو بِمَنزلةِ النَّعْلَين. كذا في "المبسوط"۔[128]

یعنی، متأخرین نے فرمایا مُحرم کے لیے مِشک پہننا جائز ہے اس لیے کہ وہ کعب کو نہیں چھُپاتا اور وہ نعلَین کی طرح ہی ہے اسی طرح "مبسوط" میں ہے۔[129]

(13) الزَّرمُوجَةُ:

علّامہ سراج الدین ابن نجیم حنفی لکھتے ہیں: وعَلى هَذا يجُوزُ لُبْس الزَّرموُجة دُونَ الجَورَبين۔[130]

---

127 شرح مختصر الكرخي، لباب المناسك، باب ما يتقي المحرم من اللباس، ٢/ ٥٨٩

128 النهاية في شرح الهداية، كتاب الحج، باب الإحرام ، تحت قوله:والكَعْب هنا ، ٥/ ٢٠٢

129 (المبسوط ، كتاب الحج، باب مايلبسه المحرم من الثياب، ٤/ ١٢٨

130 (النهر الفائق شرح كنز الدقائق، كتاب الحج، باب الإحرام، ٢/ ٦٩

یعنی، اس پر قیاس کرتے ہوئے جائز قرار دیا زرموجہ کا پہننا نہ کہ جرابوں کا۔

(14) السَّرمُوزَةُ:

علّامہ ابو بکر بن علی حدادی حنفی لکھتے ہیں: ويَجُوزُ لُبْس السَّرمُوزةِ، لأنّها كَالنَّعلِ [131]

یعنی، سرموزہ کا پہننا جائز ہے اس لیے کہ وہ نعل کی طرح ہے۔

(15) الزَّرْمُوزَةُ/ الصَّرمَةُ :

علامہ سید احمد بن محمد طحطاوی حنفی لکھتے ہیں: قوله: فيَجُوزُ لُبس الزَّرْمُوزَة: هِی الصَّرمَةُ المُتعَارِفةُ، وجعَل فِی "البحر" الزّای الأولی سِيناً وفی "النهر" الزّای الثّانية جيماً. [132]

یعنی: زرموزہ پہننا جائز ہے یہ عام طور پر استعمال ہونے والی صرمہ ہے "بحر" میں پہلی "ز" کو "س" اور 'نہر' میں دوسری "ز" کو "جیم" لکھا ہے۔

(16) الشَّرْمُوزَةُ:

علّامہ ابن الضیاء حنفی لکھتے ہیں: يَجُوز لِلمُحْرِم لُبس الِمكْعَب وهُو الشَّر مُوزةُ، والِمداسُ، والجخِيمُ والتُّمُشك: وهِی الشَّرْمُوزةُ البَغدادِيّةُ. [133]

---

131 السراج الوهاج، كتاب الحج، باب الإحرام، تحت قوله: ولا خُفَّين إلخ، ق١٥٧/ ب، مخطوط مصوّر، وفيه بعده: وزمام النّعل

132 حاشية الطحطاوی علی الدر المختار، كتاب الحج، باب الإحرام، ٣/ ٥٣١

133 البحر العميق، الباب الثامن: فی الجنايات وكفاراتها، الفصل الأول: حكم اللبس، ٢/ ٧٩٧

یعنی، مُحرم کے لیے مِکعب پہننا جائز ہے اور وہ شر موزہ ہے۔

(20.17) الصِّرْمَايَة/ بَابُوْج:

بابوج اور صرمایہ کی دو دو قسمیں ہیں ایک صرمایہ مکی اور دوسرا غیر مکی اسی طرح بابوج مکی اور غیر مکی۔ بابوج غیر مکی اور صرمایہ غیر مکی کا حالت احرام میں پہننا مباح ہے جبکہ بابوج مکی اور صرمایہ مکی کا پہننا ممنوع ہے۔ چنانچہ علامہ احمد آفندی اسلامبولی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ محرمات احرام میں لکھتے ہیں: وَمِن المُحرمَات : ولُبس المشت والجرابَات والبَابُوج المكّى والصرمَاية المكية، وَكُل مَايُغطّى مَعقد الشِراك الّذِى فِى وَسْط وَجْه القَدَم.

امّا الأشْياءالتّى تُبَاح....ولُبس البَابوج غير المكّى والصرماية المكْشوْفَة اللذَين لا يسْتران مَعْقِد الشِرَاك ، وهو العَظم الّذِى فى وجه القَدم وسْطه.[134]

یعنی، اور مُحّرمات میں سے یہ ہے: مِست کا پہننا، جرابیں پہننا، باجوج مکی اور صرمایہ مکی پہننا اور ہر وہ جو تسمہ باندھنے کے مقام کو چھُپادے جو پاؤں کے اوپر درمیان والا حصہ ہے۔

بہر حال وہ اشیاء جو مباح ہیں۔۔۔۔ بابوج غیر مکی اور کُھلی صرمایہ کا پہننا یہ دونوں تسمہ باندھنے کے مقام کو نہیں چھپاتیں اور یہ وہ ہڈی ہے جو قدم کے اوپر درمیان میں ہوتی ہے۔

(21) المِنْثَم:

134 تحفة الناسك فى بيان المناسك على مذهب الإمام الأعظم ،فصل فى بيان مايباح للمحرم ومايكون له وما يحرم عليه، ص۳۸

علّامہ کاسانی حنفی اور ان کے حوالے سے علّامہ رحمت اللہ سندھی "مصندلة" کے پہننے کا جواز بیان کرنے کے بعد میثم پہننے کا جواز بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: وكَذَا الميثم لِمَا قُلْنا۔[135]

اسے علّامہ ابن الضیاء مکی نے بھی "بدائع الصنائع" کے حوالے سے لکھا ہے۔[136]

(22) الشُّمُشكُ:

علّامہ رحمت اللہ سندھی حنفی لکھتے ہیں: وَلَه أن يَلبسَ.... الشُمسكر وهِيَ السَّر مُوزةُ الْبَغدَاديّةُ معَ وُجودِ النَّعلَين.[137]

یعنی، اس کے لیے جائز ہے کہ وہ نعلَین کے ہوتے ہوئے بھی شمسکر پہنے اور یہ سر موزہ بغدادی ہے۔

(23) الجَخِيْمُ:

اور علّامہ ابن الضیاء حنفی لکھتے ہیں: يجُوز لِلمُحرم لُبس المِكعَب وهُو الشر مُوزَة، والمِداس، والجخِيم[138]

135 بدائع الصنائع، كتاب الحج، فصل: أما بيان ما يحظره الإحرام، وما لا يحظره، ٢/ ٢٧٧ جمع المناسك ونفع الناسك، باب الإحرام، فصل فى بيان ما يحرم على للمحرم، ص١٠٤

136 البحرالعميق، الباب الثامن: فى الجنايات وكفاراتها، الفصل الأول: حكم اللبس، ٢/ ٧٩٧

137 جمع المناسك ونفع الناسك، باب الإحرام، فصل فى بيان ما يحرم على للمحرم، ص١٠٤

138 البحرالعميق، الباب الثامن: فى الجنايات وكفاراتها، الفصل الأول: حكم اللبس، ٢/ ٧٩٧

یعنی، مُحرم کے لیے جائز ہے کعب پہننا اور وہ شر موزہ ہے اور بدا س اور جمجیم پہننا۔

(24) کَوْش ھِنْدِی:

علّامہ حسن شاہ مکی لکھتے ہیں: فَمَا فِی رَدالْمحتار: وَالظَاهِر أنّه لایَجُوْز سَتْر العَقب اھ. و یَتَفَرع عَلَیْه عَدْم جَوَاز لُبْس الکَوْش الهِنْدی ونَحْو مما یَسْترالعَقب، لَیْس بِظَاهِر...... نَعَم لَوْ کَانَ الْکوش الهِنْدی سَترالعَقب ومَا فَوقَه مِما یُحاذی الکَعْب یَنْبغِی اَن لَا یَجُوز لبسه، لأنَّهُ لَم یَکن أسْفَل مِن الکَعْبیْن فِی کُلّ جَانِب وهُو ظَاهِر النَّص۔[139]

یعنی، اور جو "ردّ المحتار" میں ہے ظاہر یہ ہے کہ ایڑی کا چھُپانا جائز نہیں اور اسی سے یہ مسئلہ لیا ہے کہ کوش ہندی کا پہننا جائز نہیں اور ہر وہ جو ایڑی کو چھپا دے، یہ ظاہر نہیں ہے۔ہاں اگر کوش ہندی ایڑی سے اُوپر کعب کے برابر حصہ کو چھُپا دے تو چاہیے کہ اس کا پہننا جائز نہ ہو اس لیے کہ وہ کعبین سے نیچے نہیں ہے ہر طرف سے اور وہ (کعبین سے نیچے ہونا) ظاہر نصّ ہے۔

☆☆☆☆☆☆

---

139 غنیة الناسک، باب الإحرام، فصل فی محظورات الإحرام إلخ، ص۸۷

ماخذ ومراجع

❁ الکفایۃ شرح الہدایۃ، للعلامہ جلال الدین بن شمس الدین خوارزمی حنفی ۷۶۷ھ ، مطبوعۃ:دار الکتب العلمیۃ بیروت، الطبعۃ الأولیٰ ۲۰۱۹م

❁ کتاب المناسک للأسرار، للعلّامہ ابو زید عبداللہ ابن عمر دبوسی حنفی متوفی ۴۳۰ھ ، ص۲۴۴، مطبوعۃ: دار المنار

❁ أقرب المسالک إلی بغیۃ الناسک، للعلامہ عبداللہ بن حسن عفیف کازرونی حنفی (کان حیاً ۱۰۷۸ھ)،مخطوط مصوّر

❁ الإیثار لحلّ المختار، للعلامہ جوی زادہ محمد الیاس شہید حنفی متوفی ۹۵۴ھ ، مطبوعۃ: مکتبۃ الإرشاد، استنبول

❁ البحرالعمیق ، للعلّامہ ابن الضیاء حنفی ، مطبوعۃ: مؤسسۃ الریان ، الطبعۃ الثانیۃ ، ۱۴۳۲ھ .۲۰۱۱م

❁ العنایۃ شرح الہدایۃ ، للعلامہ اکمل الدین محمد بن محمد بابرتی حنفی متوفی ۷۸۶ھ ، بیروت، الطبعۃ الأولی: ۱۴۲۸ھ.۲۰۰۷م

❁ العنایۃ شرح الہدایۃ، للعلامہ اکمل الدین محمد بن محمد بابرتی حنفی متوفی ۷۸۶ھ ، مطبوعۃ: دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۲۸ھ. ۲۰۰۷م

❁ الفتاویٰ الظہیریۃ،للعلّامہ امام ابو المحاسن ظہیر الدین حسن بن علی مرغینانی حنفی متوفی ۵۰۶ھ: مخطوط مصوّر

❁ الفتاوی الہندیۃ، للعلامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ ، مطبوعۃ:دارالمعرفۃ، بیروت، الطبعۃ الثالثۃ ۱۳۹۳ھ-۱۹۷۳م

❁ القاموس المحیط، للعلامہ مجد الدین أبو طاہر محمد بن یعقوب الفیروزآبادی متوفی: ۸۱۷ھ مطبوعہ : دارإحیاء التراث العربی، بیروت

❁ الکافی للنسفی، للعلامہ حافظ الدین عبداللہ بن احمد نسفی حنفی متوفی ۷۱۰ھ ، مخطوط مصور

- المحیط البرهانی، للامام محمود بن احمد بن عبدالعزیز ابن مازہ بخاری حنفی متوفی ٦٨٦ھ ، مطبوعة: المجلس العلمی إدارة القرآن،کراتشی
- المسالك فی المناسك، للعلّامہ ابو منصور محمد بن مکرم کرمانی حنفی متوفی ٥٩٧ھ ، مطبوعة: دار البشائر الإسلامیة، بیروت، الطبعة الأولیٰ: ١٤٢٤ھ. ٢٠٠٣م
- المستطاع من الزاد لأفقر العباد ابن العماد، علامہ عبدالرحمٰن بن محمدبن محمدعمادی حنفی متوفی١٠٥١ھ ،مخطوط مصوّر
- المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر، للعلّامہ احمد بن محمد بن علی مُقری فیومی متوفی ٧٧٠ھ ، مطبوعة: دار الفکر، بیروت، ١٤٢٣ھ. ٢٠١٠م
- النہایة فی شرح الہدایة، للعلّامہ حسن بن علی سغناق حنفی ، جامعہ اُم القریٰ ، العام الجامعی، ١٤٣٥.١٤٣٦ھ
- الہدایة ، للعلامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی متوفی ٥٩٣ھ ، مطبوعة: دارأرقم، بیروت
- إنجاح القاری لصحیح البخاری، للعلّامہ یوسف آفندی مطبوعة : دار الکتب العلمیة ، بیروت، الطبعة الاولیٰ : ١٤٤٣ھ . ٢٠٢١م
- بہارشریعت،لصدرالشریعہ محمدامجدعلی اعظمی حنفی متوفی١٣٦٧ھ، مطبوعہ مکتبة المدینہ ، کراچی
- تحفة الناسك فی بیان المناسك علی مذھب الإمام الأعظم، للعلّامہ احمد آفندی اسلامبولی حنفی متوفی ١٢٧٠ھ ، مطبوعة: بمطبعة الولایة السوریة الجلیلة سنة ١٣٠٣ھ
- تفسیر المظہری، للعلامہ قاضی محمد ثناء اللہ عثمانی حنفی مظہری نقشبندی متوفی١١٤٣ھ ، مطبوعة: دارإحیاء التراث العربی، بیروت، الطبعة الأولیٰ: ١٤٢٥ھ. ٢٠٠٠م
- تفسیر روح المعانی، للعلامہ ابوالفضل شہاب الدین سیّد محمود آلوسی حنفی متوفی ١٢٧٠ھ ، مطبوعة: دار إحیاء التراث العربی، بیروت ، الطبعة الأولیٰ : ١٤٢٠ھ. ١٩٩٩م
- تفسیر الحداد، للعلامہ ابوبکر بن علی حدادی حنفی متوفی ٨٠٠ ھ ، مطبوعة: المکتبة الحقانیة ، بشاور

❁ حاشية الجلبي على شرح الوقاية، للعلّامه چلپي حنفي ، المطبعة المعصومية، لقاضي زاده، ١٢٩١ھ

❁ حاشية الحباب على شرح لباب المناسك وعباب المسالك ، للعلّامه يحي بن محمد صالح الحباب المكي الحنفي كان موجودا سنة ١١٧٨ھ، مخطوط، مصوّر

❁ حاشية ضياء الأبصارعلى منسك الدرالمختار،للعلّامه محمد طاهر سنبل مكي حنفي متوفى ١٢١٨ھ ، مطبوعة: دارالكتب العلمية، بيروت، ١٤٤٠ھ.٢٠١٩م

❁ حيات القلوب فى زيارة المحبوب،لشيخ الاسلام مخدوم محمدهاشم ٹھٹوی حنفی متوفی١١٧٤ھ،مخطوط مصوّر

❁ دُرَر البحار فى الفروع ، للعلّامه شمس الدين ابوعبدالله محمد بن يوسف بن الياس قونوی حنفی متوفی ٧٨٨ھ ، مخطوط مصوّر

❁ ردالمحتارعلى الدرالمختار، للعلّامه سيّدمحمدامين ابن عابدين شامی حنفی متوفی ١٢٥٢ھ ، مطبوعة:دارالمعرفة، بيروت، الطبعة الأولى: ١٤٢٠ھ.٢٠٠٠م

❁ سُنَن أبي داؤد، للامام سليمان بن الاشعث السجستانى متوفى:٢٧٥ھ، مطبوعة: دارابن حزم،بيروت،الطبعة الأولى١٤١٨ھ-١٩٩٧م

❁ شرح الهداية، للعلّامه ابنِ كمال پاشا حنفی متوفی ٩٤٠ھ ، مخطوط مصوّر

❁ شرح سُنَن أبي داؤد، للعلامه بدرالدين عينی حنفی متوفی٨٥٥ھ ، مطبوعة :مكتبة دارالقران والحديث، ملتان: الطبعة الأولى١٤٢١ھ. ٢٠٠٠م

❁ شرح مختصر الطحاوی للأسبيجابی ، للعلّامه علی بن محمد اسبيجابی حنفی متوفی٥٣٥ھ ، مخطوط مصوّر

❁ شرح مختصر الكرخی ، للعلّامه ابوالحسين احمدبن محمدقدوری حنفی متوفی ٤٢٨ھ ، مطبوعة: أسفار لنشر نفيس الكتب والرسائل العلمية، دولة الكويت، الطبعة الأولى: ١٤٤٣ھ. ٢٠٢٢م

❁ صحيح مسلم، للامام ابوالحسين مسلم بن الحجاج بن مسلم القشيری متوفی:٢٦١،مطبوعة:دارالكتب العلمية ، بيروت

❁ ضوء المصباح شرح نور الإيضاح، للعلامه سيّد ابو السعود محمد بن علی حسینی حنفی ، مخطوط مصوّر

❁ ضوء المصباح شرح نور الإيضاح، للعلامه سيد ابو السعود محمد بن على حسینی حنفی متوفی ۱۱۷۲ ھ ، ق ۱۲/ ب، مخطوط، مصوّر

❁ عمدة القاری شرح صحیح البخاری،للعلامه بدر الدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ ، مطبوعة: دار الفكر ،بیروت، الطبعة الأولى:۱۴۱۸ھ ۲۰۰۸م

❁ عمدة المسالك، للعلّامه ابو الحسن علاء الدين على ابن بلبان فارسی حنفی متوفی : ۷۳۹ھ ، مطبوعة: دار اللباب ، استنبول ، الطبعة الأولى : ۱۴۳۸ھ ۲۰۱۷م

❁ غاية البيان ،للعلامه امام قاضی امیر کاتب بن امیر عمر اتقانی فارابی حنفی متوفی ۷۵۸ھ ، مطبوعة:دار الضياء الكويت، الطبعة الأولى: ۱۴۴۴ھ ۲۰۲۳م)

❁ غاية البيان، للامام قاضی امیر کاتب بن امیر عمر اتقانی فارابی حنفی متوفی ۷۵۸ھ ، مطبوعة: دار الضياء ، الكويت، الطبعة الأولى: ۱۴۴۴ھ . ۲۰۲۳م

❁ غنية المستملی شرح منية المصلّی ، للعلّامه ابراهیم حلبی حنفی ، مکتبۂ نعمانیہ ، کوئٹہ

❁ غنية الناسك، للعلّامه محمد حسن شاه مکی حنفی متوفی ۱۳۷۶ھ ، مطبوعة: إدارة القرآن والعلوم الإسلامية، کراتشی

❁ فتح القدير ، للامام كمال الدين محمد بن عبدالواحد ابن همام حنفی متوفی ۸۶۱ھ ، مطبوعة: دار الكتب العلمية ،بیروت

❁ لباب المناسك ، للعلّامه رحمت الله سندھی ،مطبوعة :دار قرطبه، بیروت ،الطبعة الثانيه ۱۴۲۱ھ

❁ لسان العرب ،للعلّامه ابوا لفضل جمال الدين ابن منظور افریقی مصری ،دار الفكر ، بیروت ، الطبعة الثالثة، ۱۴۱۴ھ . ۱۹۹۴م

❁ مختصر القدوری فی الفقه الحنفی ، للعلّامه ابو الحسین احمدبن محمدقدوری حنفی متوفی ۴۲۸ھ ، مطبوعة :دار الكتب العلميه،بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۸ھ-۱۹۹۷م

❁ مصنف لابن ابی شیبة، للعلّامه عبد الله بن محمد بن إبراهيم أبي شيبة متوفى:۲۳۵ھ، مطبوعة:دار قرطبة، بیروت، ۱۴۲۸ھ-۲۰۰۷م

❁ معراج الدراية، شرح الهداية،للعلّامه امام قوام الدين محمد بن بخارى حنفى متوفى ٧٤٩هـ ، مخطوط، مصوّر

❁ نخب الأفكار للعلامه بدر الدين عينى حنفى متوفى ٨٥٥هـ ،مطبوعة: دار النوادر الكويت،الطبعة الثانية: ١٤٣٤هـ. ٢٠٠٧

❁ هداية السالك،للعلّامه امام عزالدين ابن جماعه متوفى ٧٦٧هـ ، مطبوعة: دارالبشائر الإسلامية، بيروت، الطبعة الثانية: ١٤١٤هـ . ١٩٩٤م

❁ هدية الصعلوك شرح تحفة الملوك، للعلّامه ابواللّيث محرم بن محمدزيلعى حنفى ، مطبوعة: طبع أولندى ١٣١٣هـ. ١٨٩٥م

❁ الغاية، للعلّامه شمس الدين سروجى حنفى ، مطبوعة: مكتبة الإمام الذهبي ، الكويت، الطبعة الأولى: ١٤٤٢هـ. ٢٠٢١م

❁ المصباح المنير فى غريب الشرح الكبير، للعلّامه احمد بن محمد بن على مقرى فيومى متوفى ٧٧٠هـ ، مطبوعة: دارالفكر ،بيروت، ١٤٣٢هـ. ٢٠١٠م

❁ جدّالممتار على ردالمحتار ، للعلّامه امام احمدرضا حنفى متوفى ١٣٤٠هـ، مطبوعة: المكتبة المدينة ،كراتشى، الطبعة الأولى: ١٤٢٨هـ . ٢٠٠٧م

❁ مجمع بحار الأنوار، للعلّامه محمدطاهر صديقى گجراتى متوفى ٩٨٦هـ ، مطبوعة: دارالكتب الشرعيّة والأدبية، كوئتة ، الطبعة الثالثة، ١٤١٥هـ. ١٩٩٤م

❁ البحرالرائق، للعلّامه زين الدين ابن نجيم متوفى ٩٧٠هـ ، مطبوعة: دارالكتب العلمية، بيروت، ١٤١٨هـ. ١٩٩٧

❁ البرجندى شرح مختصر الوقاية، علامه عبدالعلى برجندى حنفى متوفى ٩٣٢هـ ، مطبوعة: مكتبة العجائب لزخر العلوم، كوئتة

❁ البناية شرح الهداية ، للعلامه بدرالدين عينى حنفى متوفى ٨٥٥هـ ، مطبوعة: دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ. ٢٠٠٠م

❁ التفسيرات الأحمديّة للعلّامة أحمد المعروف بملّا جيون (ت١١٣٠هـ)، مطبوعة:مكتبه اسلاميّة،كوئتة

❁ الجواهر المضيئة، للعلامه محي الدين أبي محمد عبد القادر بن أبي الوفاء القرشي الحنفي متوفى: 775 ،مطبوعة: مير محمد كتب خانه، كراچی ،الطبعة ١٣٣٢ھ

❁ الجوهرة النيرة ، ،للعلامه ابوبكر بن على حدادى حنفى متوفى ٨٠٠ھ ،١/ ٣٦٧، مطبوعة: دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الاولى ١٤٢٧ھ.٢٠٠٦م

❁ السراج الوهاج، للعلامه قاضى و مفتى مكه امام ابوالبقا محمد بن احمد ابن الضياء مكى حنفى متوفى ٨٥٤ ھ ، مخطوط مصوّر، وفيه بعده : وزمام النّعل

❁ الغاية، للعلّامه شمس الدين ابو العباس احمد بن ابراهيم سروجى حنفى متوفى ٧١٠ھ ، مطبوعة: المكتبة الوحيدية ، بشاور

❁ الكافى للنسفى ، للعلامه حافظ الدين عبدالله بن احمد نسفى حنفى متوفى ٧١٠ھ ، مخطوط مصوّر

❁ الكوكب الدرارى فى شرح البخارى للكرمانى،كتاب العلم،باب من أجاب السائل بأكثر الخ،برقم:١٣٤، ١/ ١٦٦، مطبوعه: دار احياء التراث العربى، بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١ھ.١٩٨١م

❁ اللباب فى شرح الكتاب،للعلامه عبدالغنى غنيمى حنفى متوفى ١٢٩٨ھ، ، مطبوعة: دارالبشائر الإسلامية، بيروت، الطبعة الأولى : ١٤٣١ھ. ٢٠١٠م

❁ المستصفى وهو شرح لمختصر الفقه النافع ، للعلّامه ابو البركات عبدالله بن احمد نسفى حنفى ، ق٨٦/ ب، مخطوط مصوّر

❁ المسلك المتقسط، للعلامه مُلّا على قارى حنفى متوفى ١٠١٤ھ ، مطبوعة: المكتبة الإمدادية، المكة المكرمة، الطبعة الأولى: ١٤٣٠ھ . ٢٠٠٩م

❁ المغرب فى ترتيب المعرب، للعلّامه ناصر الدين بن عبدالسيد خوارامى مُطرّزى متوفى ٦١٠ھ ،مطبوعة: مكتبة اسامة بن زيد،حلب ،سورية، الطبعة الأولى:١٣٩٩ھ.١٩٧٩م

❁ النهر الفائق، للعلّامه سراج الدين ابن نجيم حنفى متوفى ١٠٠٥ھ ، مطبوعة: دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢ھ. ٢٠٠٢م

❁ بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع لعلاء الدّین أبی بکر بن مسعود الحنفی (ت٥٨٧ھ)تحقیق و تعلیق علی محمّد معوض و عادل أحمد، مطبوعة:دار الکتب العلمیة،بیروت،الطبعة الأولیٰ ١٤١٨ھ. ١٩٩٧م

❁ تبیین الحقائق شرح کنزالدقائق، للعلامه عثمان بن علی ز یلعی حنفی متوفی ٧٤٣ھ ، مطبوعة: دارالکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولیٰ:١٤٢٧ھ.٢٠٠٦م

❁ تحفة الفقہاء ، للعلامہ علاء الدین سمرقندی حنفی متوفی٥٣٩ ھ ، مطبوعہ: دارالفکر ، بیروت،١٤٢٢ھ.٢٠٠٢م

❁ جامع المناسک فی نسک الحج، للعلامہ ضیاء الدین احمد بن مصطفیٰ حنفی متوفی١٣١١ھ ، مطبوعة: المطبعة المحمودیة ، القسطنطنیة، ١٢٨٩ھ

❁ جمع المناسک ونفع الناسک، للعلّامہ رحمت اللہ بن قاضی عبداللہ سندھی حنفی ٩٩٣ھ ، مطبوعة: المطبعة المحمودیة ، القسطنطنیة، ١٢٨٩ھ

❁ جمع المناسک ونفع الناسک، للعلّامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ٩٩٠ھ ، مطبوعة: المطبعة المحمودیة ، القسطنطنیة، ١٢٨٩ھ

❁ حاشیة الشلبی علی تبین الحقائق، للعلّامہ شہاب الدین احمد بن محمد شلبی حنفی متوفی١٠٢١ھ ، مطبوعة: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولیٰ ١٤٢٧ھ -٢٠٠٦م

❁ حاشیة الطحطاوی علی الدرالمختار، للعلّامہ سیّداحمد بن محمد طحطاوی حنفی متوفی ١٢٣١ھ ، مطبوعة: دارالمعرفة، بیروت، الطبعة الأولیٰ ١٣٩٥ھ-١٩٧٥م

❁ حاشیة ضیاء الأبصار علی منسک الدرالمختار، للعلّامہ محمد طاہر سنبل مکی حنفی متوفی ١٢١٨ھ ، مطبوعة: دارالکتب العلمیة، بیروت ، الطبعة الأولیٰ : ١٤٤٠ھ. ٢٠١٩م

❁ سُنَن ابن ماجة، للامام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ القزوینی متوفی:٢٧٣ ، مطبوعة: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ١٤١٩ھ -١٩٩٨م

❁ سُنَن الکبریٰ للنسائی، للامام احمد ابن شعیب ابن علی ابن بحر ابن سنان ابن دینار النسائی متوفی: ٣٠٣ مطبوعة: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الاولی ١٤١١ھ، ١٩٩١م

❁ سنن المجتبی للنسائی ، للامام احمد ابن شعیب ابن علی ابن بحر ابن سنان ابن دینار النسائی متوفی: ٣٠٣ ،مطبوعة : دارالفکر ، بیروت، ١٤١٥ھ.١٩٩٥م

❁ شرح النقاية للشُمنّي، للعلّامه تقی الدين ابوالعباس احمد بن محمد بن محمد اسكندری شُمنّی حنفی متوفی ۹۷۶ھ ، مخطوط، مصوّر

❁ شرح مجمع البحرين ، للامام مظفرالدين ابوالعباس احمد بن علی ابن الساعاتی متوفی ۶۹٤ھ ، مطبوعة: دارالفلاح، الطبعة الأولى : ۱٤۳۷ھ. ۲۰۱٦م

❁ شرح مشكلات القدوری، للعلامه امام خواهرزاده محمد بن محمود كردری حنفی متوفی ۶۵۱ھ، مطبوعة: مكتبة الإمام الذهبي، الكويت، الطبعة الأولى ۱٤۳۸ھ. ۲۰۱۷م

❁ صحيح ابن حبان ، للامام ابو حاتم محمد بن حبان تميمی بستی متوفی:۳۵٤ھ ، مطبوعة:دارالكتب العلميه ، بيروت ، الطبعة الثانيه ۱٤۱۷ھ. ۱۹۹۷م

❁ صحيح البخاری للإمام أبي عبد الله محمّد بن إسماعيل البُخاری (ت۲۵٦ھ)، مطبوعة:دار الكتب العلمية،بيروت،الطبعة الأولى:۱٤۱۹ھ. ۱۹۹۸م

❁ غاية البيان ،للعلامه امام قاضی قوام الدين امير كاتب بن امير عمر اتقانی فارابی حنفی متوفی ۷۵۸ھ ، مطبوعة: دارالضياء الكويت، الطبعة الأولى ۱٤٤٤ھ. ۲۰۲۳م

❁ غنية ذوی الأحكام فی بغية دررالحكام،للعلّامه حسن بن عمّار شرنبلالی حنفی متوفی۱۰٦۹ھ، مطبوعة: دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى:۱٤۲۰ھ. ۲۰۰۰م

❁ فتح باب العناية فی شرح النقاية، للعلامه مُلّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱٤ھ ، مطبوعه:دارإحياء التراث العربي بيروت، الطبعة الأولى: ۱٤۲٦ھ/ ۲۰۰۵)

❁ كتاب المبسوط للإمام شمس الدين أبي بكر محمد السّرخسی الحنفی (ت٤۹۰ھ) مطبوعة:دار الفكر،بيروت،الطبعة الأولى۱٤۲۱ھ. ۲۰۰۰م

❁ كتاب المناسك من الأسرار، للعلّامه ابو زيد عبدالله بن عمر دبوسی حنفی متوفی ٤۳۰ھ، مطبوعة: دارالمنار، القاهرة.

❁ كمال الدراية، للعلّامه محمد بن ولی ازميری حنفی متوفی ۱۱٦۵ھ ،مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، ۲۰۱۷م

❁ لمعات التنقيح ، للعلامه شيخ محقّق عبدالحق محدّث دهلوی حنفی متوفی۱۰۵۲ھ ، مطبوعة: دار النوادر،بيروت، الطبعة الأولى : ۱٤۳۵ھ. ۲۰۱٤م

❁ مجمع الأنهر، كتاب الحج، للعلّامه مُحقّق شيخي زاده عبدالرحمن بن محمدحنفی متوفی ۱۰۷۸ھ ، مطبوعة:دارالكتب العلمية، بيروت ، الطبعة الأولى ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸م

❁ مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، للعلامه مُلّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ ، مطبوعة: دارالكتب العلمية، بيروت

❁ مسند أبي يعلى ، للامام أبو يعلى أحمد بن علي بن المثنى بن يحيى بن عيسى بن هلال التميمي الموصلي متوفى:۳۰۷ ھ ، مطبوعة : مكتبة الرشد، رياض، الطبعة الاولى ۱۴۳۰ھ.۲۰۰۹م

❁ مسند الامام احمد بن حنبل ،للامام ابو عبد الله احمد بن محمد بن حنبل متوفى:۲۴۱ھ، مطبوعة: مؤسسة الرسالة، بيروت ، الطبعة الأولى۱۴۱۶ھ .۱۹۹۶م

❁ مسند الإمام الشافعي، للامام محمد بن ادريس شافعي متوفى: ۲۰۴ھ ،مطبوعة: دارالكتب العلميه ، بيروت

❁ نجاح القاری لصحيح البخاری، للعلامه يوسف آفندی ابو محمد عبدالله بن محمد رومی حنفی ۱۱۶۷ھ ، مطبوعة : دارالكتب العلمية ،بيروت، الطبعة الأولى : ۱۴۴۳ھ . ۲۰۲۱م

❁ نعمة الباری فی شرح صحيح البخاری ،للعلّامه غلام رسول سعيدی متوفی: ۱۴۳۷ھ،مطبوعه فريد بك سٹال،لاهور

❁ هدية العارفين، إسماعيل بن محمد أمين بن مير سليم الباباني البغدادي متوفى:۱۳۹۹ ھ ، مطبوعة: دار احياء التراث العربی ، بيروت، الطبعة ،۱۹۵۵م)

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان

کی ایک دلکش کاوش

شانِ الوہیتّ و تقدیسِ رسالتؐ کا امین

کوثر و تسنیم سے دھلے الفاظ، مشک وعنبر سے مہکا آہنگ

عشق وادب کی حلاوتوں کا ماخذ

ترجمہ قرآن

کنز الایمان

از

اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت امام احمد رضا علیہ الرحمہ

اب پشتو زبان میں دستیاب ہے